مُسلسل اِشاعت کے ۵۳ سال

رحمۃ للعالمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

مُلتان

شمارہ: ۱۲ جلد: ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۳۶ اکتوبر 2015

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

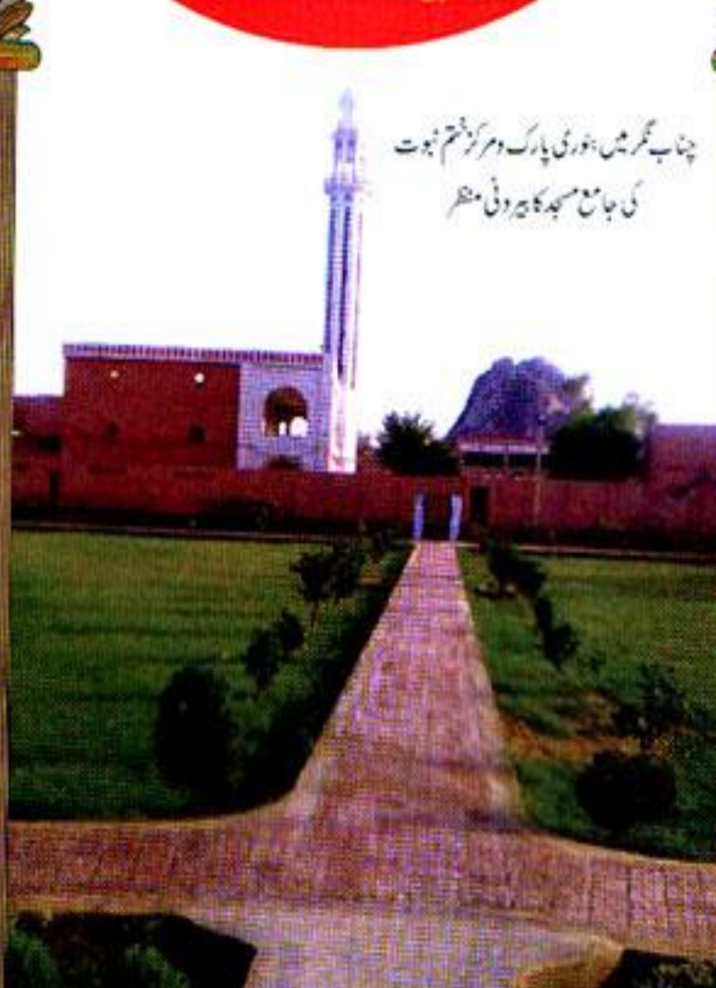

چناب نگر میں حضوری پارک و مرکز ختم نبوت
کی جامع مسجد کا بیرونی منظر

مودی کی [illegible]

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب

قربانی کے احکام و مسائل

ستمبر ۱۹۷۴ء اور تاریخی فیصلہ

ایک تحریری علمی مناظرہ

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۱۲ ○ جلد: ۱۹

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

زیر سرپرستی: حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کا مبارک اقدام	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف (قسط نمبر:4)	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	12
رحمۃ اللعالمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں (قسط نمبر:2)	مولانا عبدالخالق ملتانی رحمہ اللہ	16
تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ	22
عید قرباں	مولانا وجدی الحسینی فاضل دیوبند	29
قربانی کے احکام ومسائل	مولانا عبداللہ معتصم	32
۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء اور تاریخی فیصلہ	مولانا محمد اقبال	38

شخصیات

مولانا ہارون الرشید رشیدی کا سانحہ ارتحال	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	41

رد قادیانیت

ایک تحریری علمی مناظرہ (قسط نمبر:1)	حضرت مولانا بلال احمد دہلوی رحمہ اللہ	42
ایک اور شاندار کامیابی	ڈاکٹر دین محمد فریدی	51

متفرقات

ماہنامہ لولاک کا حکیم العصر نمبر	محمد ندیم نواز	53
تبصرہ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کا مبارک اقدام

مصباح الرحمن یوسفی کو ائمہ کلاس کی ذمہ داری سے سبکدوش کردیا گیا

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ اما بعد!

قارئین لولاک نے گزشتہ شمارہ میں ڈی جی دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کے نام فقیر راقم کا مکتوب مفتوح ملاحظہ فرمایا۔ جس میں دعوہ اکیڈمی کے استاذ ونگران مصباح الرحمن یوسفی کے ''قادیانیت سے متعلق زم گوشہ'' پر شکوہ کیا گیا تھا اور اس خط کی کاپی جن حضرات کو بھیجی گئی ان میں سے جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر (مرکزی صدر جمعیت علماء پاکستان ومرکزی صدر ملی یکجہتی کونسل پاکستان) اور عالی جناب لیاقت بلوچ صاحب (سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل پاکستان ومرکزی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی پاکستان) کے جوابی خطوط موصول ہوئے۔ جنہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیں جو یہ ہیں:

صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر کا خط

محترم جناب ڈائریکٹر صاحب دعوہ اکیڈمی اسلام آباد

السلام علیکم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مجھے ایک خط موصول ہوا ہے جس میں دعوہ اکیڈمی کے ائمہ کورس کے انچارج مصباح الرحمن یوسفی کی قادیانیت نوازی کے بارے میں بتایا گیا ہے جسے پڑھ کر بہت تشویش ہوئی۔ امید ہے آپ اس مسئلہ کی فوری تحقیق کر کے اور اس پر فوری ایکشن لے کر مسلمانوں کے مجروح جذبات کی تشفی کا ضرور سامان کریں گے۔

ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر

صدر۔ جمعیت علماء پاکستان

کاپی برائے اطلاع

جناب مولانا اللہ وسایا صاحب

جناب لیاقت بلوچ صاحب کا والا نامہ

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

مرکزی نائب امیر ملی یکجہتی کونسل پاکستان ومبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

آپ کا خط بنام ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد کی ایک ایک کاپی امیر جماعت اسلامی پاکستان اور مجھے موصول ہوئی۔

دعوۃ اکیڈمی کے شرکاء کورس کے قادیانیوں کے مرکز چناب نگر کے دورے سنگین معاملہ ہے اور اس پر ان کے ذمہ داران کا مبینہ رویہ بھی حساس نوعیت کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا نوٹس لینے کی بھی ضرورت ہے اور مزید تحقیق کی بھی۔ ہمیں ایک طرف عقیدہ ختم نبوت ﷺ کی ہر صورت حفاظت کرنی ہے اور دوسری طرف ایک اسلامی ادارہ ''دعوۃ اکیڈمی'' کو متنازعہ ہونے سے بھی بچانا ہے۔

مولانا محترم!

ہم نے اپنے طور پر تحقیق شروع کر دی ہے۔ جونہی ہمیں مصدقہ معلومات مل جاتی ہیں، ہم نہ صرف آپ کو آگہی دیں گے بلکہ اس پر ایک متفقہ مؤقف اختیار کر کے لائحہ عمل ترتیب دیں گے تاکہ ملک کا کوئی ادارہ یا ذمہ دار فرد عقیدہ ختم نبوت کا بالواسطہ یا بلاواسطہ انکار و تضحیک کا مرتکب نہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

والسلام

(لیاقت بلوچ)

قائم مقام امیر جماعت اسلامی پاکستان

کاپی برائے اطلاع:

محترم سراج الحق صاحب، امیر جماعت اسلامی پاکستان

ماہنامہ لولاک ملتان کے گزشتہ شمارہ میں شائع شدہ جناب ڈائریکٹر صاحب دعوۃ اکیڈمی اسلام آباد کے نام مکتوب مفتوح کے بعد جناب مصباح الرحمن یوسفی صاحب نے فقیر کو ذیل کا خط لکھا ملاحظہ فرمائیں:

جناب مصباح الرحمٰن کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترمی و مکرمی جناب اللہ وسایا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب بنام ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی (تاریخ ندارد)، جو آپ نے اور بھی بہت سارے ذمہ داروں اور علمائے کرام کو ارسال کیا ہے، موصول ہوا۔

محترم! الحمد للہ میں ایک صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کے کسی بھی حالت میں نبوت کے دعویٰ کو باطل سمجھتا ہوں۔ مسیلمہ کذاب، سجاح، طلیحہ، اسود، عبداللہ قفانی اور مرزا غلام احمد سمیت ہر اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں جو نبوت کا دعویٰ کرے یا اس دعویٰ کو تسلیم کرے۔

جہاں تک ہمارے چناب نگر کے دورہ کا تعلق ہے تو آپ کے علم میں ہے کہ دعوۃ اکیڈمی ملک بھر کے مساجد کے امام اور خطیب حضرات کی دینی ضروریات کے مطابق تربیتی پروگرام منعقد کرتی ہے۔ یہ پروگرام گذشتہ تیس سال

(۱۹۸۵ء) سے کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔اس کے شرکاء کم عمر یا کچے ذہن کے حامل طلبہ نہیں بلکہ مساجد کے ایسے امام وخطیب حضرات ہوتے ہیں جو دینی مدارس سے ''عالیہ'' درجہ یا ایم اے اسلامیات کے سند یافتہ ہوتے ہیں۔اسی لئے ان کے نصاب میں ایک مضمون ''ادیان ومذاہب کا تقابلی مطالعہ'' بھی ہوتا ہے جن کے بارے میں باقاعدہ دروس ہوتے ہیں۔معروف اسلامی گروہوں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث وغیرہ کے مدارس ومساجد میں جا کر ان سے ہم آہنگی اور رواداری کے جذبات کو اجاگر کیا جاتا ہے۔منحرف اور غیر اسلامی گروہوں، ہندومت، بدھ مت، عیسائیت، یہودیت، بہائیت اور قادیانیت کا بھی مطالعہ کرایا جاتا ہے۔ان کی عبادت گاہوں میں جا کر ان سے براہ راست ان کے عقائد اور عبادات کو سمجھنا بھی اس مطالعہ کا حصہ ہے۔ان تمام دوروں اور ملاقاتوں میں اکیڈمی کا ایک ذمہ دار استاذ/ عالم دین ساتھ ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں اس دفعہ باقاعدہ پروگرام کے تحت چناب نگر بھی جانا ہوا۔صبح سے شام تک کے اس پروگرام میں کھیوڑہ کی کان نمک، چناب نگر اور بھیرہ شریف کی جامعہ محمدیہ کا دورہ شامل تھا۔چناب نگر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں تمام شرکاء نے نماز ظہر ادا کی، دوپہر کا کھانا کھایا، مجلس کا کتب خانہ دیکھا اور وہاں کے مقیم مبلغ مولانا غلام مصطفی صاحب سے قادیانیت کے بارے میں تفصیلی بیان بھی سنا۔(آپ کے حافظہ میں یقیناً ہوگا کہ ایسے ہی ایک دورہ کے موقع پر آپ بھی ہمارے زیر تربیت ائمہ کے ایک پروگرام کے شرکاء سے مسلم کالونی، چناب نگر کی مسجد میں خطاب فرما چکے ہیں) چونکہ چناب نگر میں ہمارا وقت ۱۲ ربجے کا طے تھا۔لیکن مرکز تحفظ ختم نبوت میں قیام طویل ہونے کی وجہ سے جب سہ پہر کے ۳ بج گئے تو مولانا سے خاموشی سے کان میں کہہ کر گزارش کی گئی کہ اپنی گفتگو مختصر کریں تاکہ ہم چناب نگر بھی دیکھ سکیں۔شرکائے کورس میں سے ایک فرد نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ایک بڑی جذباتی تقریر کی اور رد قادیانیت کے سلسلے میں دلائل دیتے ہوئے ایک دلیل یہ بھی بیان فرمائی کہ چونکہ تمام انبیاء کرام کے نام مفرد ہیں اور مرزا غلام احمد کا نام مرکب ہے۔لہٰذا یہ کافر ہے۔تو تقریر کے بعد میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ کے مخاطب زیر تربیت ائمہ کورس کے شرکاء علماء کرام ہیں۔لہٰذا جذباتی اور تفصیلی گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔دوسری بات یہ کہ مذکورہ دلیل مناسب نہیں ہے۔بلکہ قادیانیوں سے ہمارے اختلاف کی بنیادی وجہ ہمارا عقیدۂ ختم نبوت ہے، کہ ہم خاتم الانبیاء علیہ السلام کے بعد کسی کو کسی بھی صورت میں نبی یا رسول نہیں تسلیم کرتے۔میرا یہ ٹوکنا ان صاحب کو اچھا نہیں لگا اور انہوں نے پورے پروگرام ہی پر تنقید شروع کر دی۔واضح رہے کہ یہ پروگرام تمام علماء کرام کی رغبت اور اصرار پر ہی ترتیب دیا گیا تھا۔

مولانا صاحب! میں کسی سے اپنے ایمان کی تصدیق کرانا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ الحمدللہ میں ختم نبوت پر ایمان کا داعی اور پرچارک ہوں۔ائمہ وخطباء مساجد بچے نہیں بلکہ عالیہ کے حامل ہوتے ہیں۔ان کے علم میں اضافے کی خاطر یہ پروگرام مرتب کیا جاتا ہے۔چناب نگر کے دورہ میں ہم ہمیشہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا دورہ بھی لازماً کرتے ہیں۔

بنیادی بات یہ ہے کہ معترضین کی نظر میں جناب مگر جانا اور وہاں پر ملاقاتیں کرنا صحیح نہیں ہے۔ کاش کہ زور اسی پر ہوتا اور اس دعوے کے اثبات میں ادارے کی اس پالیسی پر اچھے انداز میں گفت وشنید کر لی جاتی، مگر افسوس کہ اس مزعومہ دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے مجھ پر الزام تراشی شروع کر دی گئی۔ میرے عقیدے کو نشانہ بنایا گیا۔ لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ میں العیاذ باللہ قادیانی، یا قادیانیت نواز ہوں یا ان کے اخلاق وکردار کا پرچارک ہوں یا علماء کرام اور آئین پاکستان کا باغی ہوں۔ یہ صریحاً ظلم ہے۔ دوستوں کو دشمن بنانے کی یہ پالیسی حکمت، موعظہ حسنہ اور مجادلہ بالحسنیٰ کے سراسر خلاف ہے۔ آپ نے جو کیا وہ آپ کا ذمہ، لیکن ہم حکمت اور موعظہ حسنہ کی حکمت عملی پر کاربند رہیں گے۔ مناظرہ بازی، گالم گلوچ، تحقیر، استہزاء اور اپنی رائے کو ثابت کرنے کے لئے ''سب کچھ'' کر گزرنا میرا طرز عمل نہیں ہے۔ ہم دوستی اور دشمنی ہر حال میں اسلامی اخلاق کے پابند ہیں۔ ہمارا کام فاصلے گھٹانا اور روابط بڑھانا ہے۔ ہم محبت اور پیار کی زبان میں دعوت کا کام کرنے والے ہیں۔ اپنے ذوق کی تسکین کے لئے ہمیں داغدار نہ کریں۔ ہمیں کفر اور کفار کے صفوں میں کھڑا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ ہم سب کے مشن ''دعوت دین'' کے لئے نقصان دہ ہے اور بحیثیت عالم دین آپ یا کسی بھی اور عالم کو یہ بالکل زیب نہیں دیتا۔ میں آپ کے علم، خلوص اور خدمت کا قدردان ہوں اور آپ کے کام کی داد دیتا ہوں۔ لیکن کچھ نادانوں کے ہاتھ میں کھیل جانے پر مجھے سخت صدمہ ہوا۔

اپنے اوپر الزام تراشی کے معاملہ میں میرا ایمان ہے کہ ظلم کرنے والوں کو اپنے ظلم کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اس لئے میں اس مقدمہ کو اللہ رب العالمین کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ ہدایت پر قائم رکھے اور اپنے حبیب پاک ﷺ کی سچی پیروی کرنے کا حق ادا کرتے رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون — مصباح الرحمٰن یوسفی

فیصل مسجد دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۳۶ء، مطابق ۷ رجولائی ۲۰۱۵ء

نقل بنام:

۱...... مولانا فضل الرحمٰن	۲...... جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر
۳...... پروفیسر ساجد میر	۴...... علامہ ساجد نقوی
۵...... جناب لیاقت بلوچ	۶...... جناب سراج الحق
۷...... صدر علماء بورڈ پنجاب	

مصباح الرحمٰن صاحب کے خط کا جواب

جناب مصباح الرحمٰن یوسفی کے اس خط کے جواب میں فقیر نے ذیل کا جوابی خط لکھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی ومکرمی جناب مصباح الرحمٰن صاحب یوسفی زید عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

آپ کا مکتوب گرامی محررہ ۷؍جولائی ۲۰۱۵ء موصول ہوا۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی مصروفیات کے باعث فقیر رخصت پر تھا۔ آج ۲۲؍جولائی کو آپ کا مکتوب گرامی پڑھا۔

جواباً عرض ہے کہ:

۱…… فقیر کے جس مکتوب کا آپ نے جواب تحریر فرمایا۔ اسے پھر پڑھیں اور بار بار دقت نظر سے پڑھیں۔ کہیں آنجناب کو قطعاً، قادیانی نہیں لکھا۔ پھر اس پر ’’مناظرہ بازی، گالم گلوچ، تحقیر، استہزاء اور دینی رائے کو ثابت کرنے کے لئے سب کچھ کرگزرنا، اپنے ذوق کی تسکین کے لئے داغدار کرنا۔‘‘ ایسے الفاظ کا فقیر کے لئے استعمال کرنا خود آپ کے الفاظ کے مطابق ’’اسلامی اخلاق‘‘ کی پابندی کے دائرہ میں آتا ہے؟ اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

۲…… چناب نگر کے دورہ میں آپ کے طلباء دو ذہنی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (تفصیل عرض کرتا ہوں) اس کی معلومات جب ملیں تو خاموشی اور رازداری سے صرف آپ سے ملاقات کے لئے چار رکنی علماء کرام کا وفد آپ کے پاس حاضر ہوا۔ جو آپ نے ان سے خود گفتگو فرمائی اس کا (میرے) خط میں ذکر ہے اور آپ نے اپنے جواب میں ان باتوں میں سے کسی کی تردید نہیں فرمائی۔ جس میں وفد کے سامنے آپ کا یہ کہنا بھی شامل ہے کہ: ’’قادیانی (رشید) نے مجھے احمدیت قبول کرنے کی دعوت دی اور پھر جامعہ احمدیہ چناب نگر کے قادیانی پرنسپل نے احمدیت قبول کرنے پر مجھے مبارک دی اور میں نے کہا کہ غلط ہے۔ میرا احمدیت سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ قادیانی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ ان کے یہ اخلاق ہیں۔ علماء تحقی کرتے ہیں۔‘‘ وغیرہ! آپ نے ان باتوں سے کسی کی تردید نہیں فرمائی۔

مخدومی! سوچئے، بار بار سوچئے کہ ختم نبوت کے کاز پر کام کرنے والوں کو (جب) یہ معلوم ہو کہ ہماری اسلامک یونیورسٹی کے تحت دعوت کا کام کرنے والی اکیڈمی کے طلباء کے قادیانی مرکز کے دورہ سے یہ مفاسد پیدا ہوتے ہیں، تو ہم نے کسی کو خط نہیں لکھا۔ اخبار میں نہیں دیا۔ قومی اسمبلی میں سوال نہیں اٹھوایا۔ دعوہ اکیڈمی کی باڈی کو شکایت نہیں کی۔ اس کو اسلام آباد کی مساجد میں موضوع بحث نہیں بنایا۔ بلکہ براہ راست آپ سے معاملہ کے حل کے لئے وفد ملا۔ اس وفد سے آپ کی گفتگو نے ہمارے لئے رازداری کے سب دروازے بند کر دیئے۔ اب ہمارے پاس آپ کے طرز کے بعد چارہ نہ رہا کہ ہم اس معاملہ کو آگے لے جائیں۔ پھر بھی احتیاط کی۔ اکیڈمی کی پوری باڈی کو باخبر کرنے کی بجائے، صرف ڈائریکٹر صاحب یا اپنی دینی قیادت جن کی مدد کل اس معاملہ میں ہمیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ یا اسمبلی میں لے جانے کے لئے اخبار کا حوالہ درکار ہوگا۔ اس ضرورت کے لئے محدود خطوط لکھے۔ لیکن یہ سب کچھ آپ کے وفد سے طرز عمل کے بعد ہوا۔ اب بھی اس کی ذمہ داری آپ مجھ پر ڈالتے ہیں۔ تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ ’’آپ کے انصاف سے یہ توقع نہ تھی۔‘‘

۳...... آپ کے ایک کندھ کوٹ کے شاگرد رشید جناب عبدالرشید کا بھی والا نامہ آیا ہے۔ اس میں ہے کہ مسیحی حضرات، یہودی کرم فرماؤں سے آپ کا وقت طے نہ ہوا۔ قادیانیوں سے طے ہوا۔

۴...... آپ کے والا نامہ میں ہے کہ ”فقیر کا بھی ایک موقعہ پر ان کورس کے ائمہ سے چناب نگر میں خطاب ہوا۔“

محترمی! ان مؤخر الذکر دو امور کو لیں۔ مسیحی و یہودی حضرات اپنے اپنے دور کے سچے نبیوں کے امتی کہلاتے ہیں۔ قادیانی خود بھی جھوٹے ان کا بانی بھی جھوٹا۔ ان کے علیحدہ علیحدہ احکام کو ایک قرار دینا آپ ہم سب کے لئے قابل غور ہے۔ پھر فقیر کے خطاب کا تذکرہ کیا، مجھے قطعاً آپ سے توقع نہ تھی کہ آپ اس معاملہ کو خلط کرنے کی عمداً کوشش کریں گے۔ قادیانیوں سے آپ کا وقت طے تھا۔ ہمارے پاس ناگہانی طور پر تشریف لائے۔ نماز پڑھی، مسجد کے صحن میں مجھے حکم فرمایا گیا کہ یہ طلباء آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ کی اکیڈمی کے ان طلباء کرام نے وہی سوالات کئے۔ قادیانی مربی نے یہ کہا، اس کا کیا جواب ہے؟ اس سوال کا کیا جواب ہے؟ فقیر نے ان کے ان سوالات کے جوابات عرض کئے۔ وہ ناگہانی ایک مجلس سوالات و جوابات کی منعقد ہوگئی۔ کوئی طے شدہ خطاب نہیں تھا۔ قادیانیوں کے پاس طے شدہ پروگرام کے تحت اور دوسری جگہ ناگہانی تشریف لے جانا، بیّن تفاوت، بھی آپ کی توجہ چاہتا ہے؟

آپ کو یاد ہوگا کہ فقیر نے بار بار، سوال کرنے والے حضرات سے کہا کہ آپ کی ائمہ کی کلاس، ماموں اکیڈمی میں آپ پڑھ رہے ہیں۔ آپ یہ سوال مجھ سے کیوں فرماتے ہیں؟ خود کیوں جواب نہیں دیتے۔ کیا یہ اس کی دلیل نہیں کہ اکیڈمی میں قادیانیت کے متعلق اتنی بھرپور تیاری کرائی گئی ہوتی تو وہ شرکاء یہ سوال کیوں کرتے؟ آپ اس پر توجہ فرمائیں۔ کیا یہ ہمارے موقف کی دلیل نہیں کہ آپ اپنے ان شرکاء کو تیاری کے بغیر قادیانیوں کے سامنے جا کر بٹھا دیتے ہیں اور پھر وہ شرکاء قادیانیوں کے لیکچر سننے کے بعد قادیانی لیکچرار سے زبانی سوال بھی نہیں کر سکتے۔ صرف تحریری، اور پھر ان تمام سوالات کا جواب بھی ضروری نہیں کہ قادیانی دیں، ان کی مرضی پر ہے اور یہ وہ قادیانی حربہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے سامنے اختیار کیا اور آج تک ہر قادیانی اپنے مزعومہ نبی کی سنت پر عمل پیرا ہے کہ سامعین کو پتہ ہی نہ چلے کہ کیا سوال ہوا؟ یا اس کا جواب بھی ہے یا نہ؟

محترمی! قادیانیوں سے ہو کر ختم نبوت کے مرکز آتے۔ قادیانیوں کے اعتراضات کے شرکاء کو جوابات مل جاتے۔ اب طریقہ آپ نے بدل دیا کہ ختم نبوت کے مرکز کے بعد قادیانیوں کے لیکچر اور مطالعاتی دورہ کے لئے جاتے ہیں تاکہ قادیانی اعتراضات کے جوابات کا بھی موقعہ نہ رہے۔

۵...... آپ نے تحریر فرمایا کہ آپ کے کورس کے شرکاء میں سے کس نے اپنے رفقاء کے سامنے تفصیلی تقریر کر دی اور یہ کہ نبی کا نام مفرد ہوتا ہے مرکب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا اس دلیل کی ضرورت نہیں۔

محترمی! آپ کو حق ہے جو آپ فرمائیں۔ لیکن جس آپ کے شاگرد نے یہ بات کہی۔ صحیح کہی اور یہ ان کی بات نہیں بلکہ مولانا پیر سید جماعت علی شاہ مرحوم و مغفور علی پور سیداں والوں کی ہے جو مرحوم نے مرزا کی زندگی کے

آخری ایام میں لاہور میں فرمائی۔ اس کا جواب دیئے بغیر مرزا قادیانی تو چلتا بنا۔ اب قادیانی کہتے ہیں کہ ’’اسما‘‘ اور ’’ایل‘‘ دو مرکب ہیں۔ حالانکہ پوری کائنات میں عرفاً ’’اسماعیل‘‘ مفرد کے طور پر اس وقت ذکر ہوتا ہے۔ پھر قادیانی دجل کہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ کے پورے استدلال کو نقل نہیں کرتے کہ غلام احمد، مضاف، مضاف الیہ کو ملا کر ایک نام بنایا گیا۔ جو قادیانیوں نے مثال دی اس میں یہ شرط مفقود ہے۔ مضاف، مضاف الیہ کے علاوہ کے ہوتے ہوئے دو نام ایک ہو کر نبی کا نام بنے ہوں، ایسا تاریخ میں کبھی نہیں ہے۔ باقی رہا قادیانی دجل کا کمال کہ خود مرزا قادیانی، حضرت امام بخاریؒ کا نام ’’محمد اسماعیل بخاری‘‘ لکھتا ہے۔ جس کی جہالت کا یہ عالم ہو اس کے لئے پیر جماعت علی شاہ مرحوم کی دلیل پر پیچ پایا ہوا، اگر خیال میں ہوتا کہ پیر صاحب مرحوم امت کے محسن اور بڑے فاضل بزرگ تھے تو اس کا ارتکاب نہ کیا جاتا۔ معافی چاہتا ہوں کہ میرا عریضہ طویل ہو رہا ہے۔ ہمیشہ سوال مختصر اور جوابات میں تفصیل تو ہوا ہی کرتی ہے۔

۶...... محترمی! (۱) قادیانیت، مسیحیت یا یہودیت کی طرح مذہب نہیں۔ قادیانیت، رحمت عالم ﷺ کے باغیوں کا گروہ ہے۔ مسیحی، مسیحیت کی مسیحیت کے نام پر، یہودی، یہودیت کی یہودیت کے نام پر تبلیغ کرتے ہیں۔ قادیانی اپنے کفر قادیانیت کو اسلام کے نام پر پھیلاتے ہیں۔ یہ فرق ملحوظ خاطر رہے۔ (۲) قادیانی پاکستانی پارلیمنٹ، سپریم کورٹ آف پاکستان اور آئین پاکستان سے بغاوت کے مرتکب ہیں۔ آئین پاکستان کے باغی گروہ سے آپ کی اکیڈمی کے طلباء کو لیکچر سننے کا موقع فراہم ہوا (۳) پورے ملک کا کوئی سکول، کالج، یونیورسٹی اور ادارہ اپنے طلباء کو آئین پاکستان کے باغیوں کے دروازے پر نہیں لے جاتا۔ آپ ایسا کرتے ہیں تو یہ آپ کے لئے لائق غور و فکر ہے۔ پورے جمہوری رائے کے علی الرغم آپ کا اقدام ہے۔ (۴) قادیانی لیکچرار کے سامنے آپ کی اکیڈمی کلاس کا خاموشی سے لیکچر سننا، پھر آپ کی اس کلاس کی تصاویر کو اپنے مقاصد کے لئے قادیانیوں کا استعمال کرنا، آپ نے کبھی ٹھنڈے دل سے اس کے نتائج و عواقب پر کاش غور فرمایا ہوتا تو ہمیں حرف شکایت زبان پر نہ لانا پڑتا۔

۷...... محترمی! تمام تر بحث آپ کے وفد سے ملاقات کے وقت طرز عمل سے پیدا ہوئی۔ یقین فرمایئے کہ میں کسی مفسد ذہن کے ہاتھوں نہیں کھیل رہا۔ یہ آپ کی سراسر فقیر پر سفید الزام تراشی ہے۔ آپ کے احترام میں فقیر آپ کے کسی تعلق والے سے کم نہیں۔ مجھے آپ کے ادارہ کا، آنجناب کی ذات اور منصب کا جتنا بے پناہ احترام ہے اس سے کہیں زیادہ آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے مطالعاتی دورہ کا فیصلہ کرتے وقت ایک پہلو کو سامنے رکھا اور اب اس پر بے جا اصرار اور لایعنی فضول من گھڑت دلائل سے معاملہ گھمبیر بنا رہے ہیں۔ فقیر کا پہلا خط ایک اخبار اور ہمارے ایک دینی رسالہ میں شائع ہوا۔ آپ کا یہ خط اور اس کا جواب کچھ مدت تک کہیں شائع نہیں ہوگا تاکہ آپ کو اصلاح احوال کا موقع مل سکے۔

توجہ فرمایئے! بار بار درخواست ہے کہ اس ناروا فیصلہ کو واپس لیجئے۔ اپنے اس خط کی کاپی صرف ان حضرات کو ارسال کر رہا ہوں جنہیں آپ نے خط ارسال فرمایا۔ مثبت جواب کے لئے سراپا انتظار رہوں تاکہ معاملہ یہیں پر اصلاح پذیر ہو جائے۔ ذاتی طور پر فقیر کا کوئی جملہ کبیدگی کا باعث بنا ہو تو اس پر معذرت قبول فرمایئے۔ جہاں

تک نفس قضیہ کا تعلق ہے اس پر بڑی شدت سے قائم ہوں کہ یہ ایمان کا تقاضہ ہے۔ محمد عربی ﷺ کے دشمنوں سے اظہار برأت کی بجائے نیت وتعلق سے کام لینا، لیپا پوتی کرنا ایمانی غیرت کے منافی سمجھتا ہوں۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ!

محتاج دعا: آپ کا، فقیر اللہ وسایا، ملتان

مورخہ ۲۲؍جولائی ۲۰۱۵ء مطابق ۵؍شوال ۱۴۳۶ھ، بروز بدھ

اس خط کے بعد اخلاقی طور پر فقیر، جواب الجواب ملنے کی انتظار کے لئے تمام کارروائی سے رک گیا۔ لیکن اس دوران معلوم ہوا کہ معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ اطلاع یہ تھی کہ یوسفی صاحب نے فقیر کے نام اپنے خط میں غلط بیانی کی تھی کہ:

۱...... جن حضرات کو وہاں چناب نگر لے جایا گیا وہ صرف ائمہ کلاس کے حضرات نہ تھے بلکہ اندرون سندھ اکیڈمی میں تعلیم پانے والے نوعمر حضرات بھی شامل تھے جنہیں سندھ سے دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کے تحت بلوا کر چناب نگر کی درشن کرائی گئی۔ جو کام قادیانی مبلغ کرتے ہیں کہ ملک سے گھیر گھار کر پبلک کو چناب نگر لے کر جاتے ہیں۔ وہ کام دعوہ اکیڈمی کے مصباح الرحمن یوسفی نے کیا اور فقیر راقم کے نام اپنے مکتوب گرامی میں اس جرم کو ایسے چھپایا گیا جیسے..........

۲...... یہ بھی معلوم ہوا کہ مصباح الرحمن یوسفی نے قادیانیوں سے نہ صرف کھانا کھایا اور چائے پی۔ بلکہ قادیانیوں ہی کی گاڑی انہیں لاہور لے کر گئی۔ اس سے دلی صدمہ ہوا کہ ان کی قادیانیوں سے اتنی قربت اور ان سے یہ مفادات اٹھانے اور اپنے اس عمل نا روا پر بیجا اصرار۔

اس پر فقیر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے رہنما حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب سے درخواست کی کہ آپ اسلام آباد کے علماء کرام کا وفد ڈی جی دعوہ اکیڈمی اسلام آباد سے ملائیں۔ ان کے جواب کے بعد پھر اگلا لائحہ عمل طے کریں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب نے ذیل کا خط ای میل سے فقیر کو بھجوایا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں جو یہ ہے:

(رپورٹ: قاری عبدالوحید قاسمی)

آج 28 جولائی 2015 کو صبح 10 بجے جامع حقانیہ F-8 اسلام آباد میں مولانا قاری محمد احسان اللہ صاحب کے ہاں امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد وشیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف کے حکم پر مشاورتی اجلاس طلب کیا گیا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب، حضرت مولانا محمد نذیر فاروقی صاحب، قاری عبدالوحید قاسمی، مولانا حسن فاروقی اور مولانا قاری احسان اللہ ہزاروی صاحب موجود تھے۔ اجلاس میں دعوۃ اکیڈمی اور قادیانیت نوازی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ کے خطوط وجوابی خطوط کے حوالے سے قاری عبدالوحید قاسمی نے تفصیلاً بریفنگ دی۔ سابقہ ملاقات مصباح الرحمن یوسفی اور اس کے رویئے پر غور وخوض کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ آج ہی اس حوالے سے دعوۃ اکیڈمی کے ڈی جی صاحب سے ملاقات کر کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا پیغام پہنچایا جائے اور اسلام

آباد کے علماء کرام کی تشویش سے مطلع کیا جائے۔ چنانچہ متذکرہ بالا علماء کرام نے دعوۃ اکیڈمی فیصل مسجد کے آفس میں ڈی جی جناب سہیل حسن صاحب سے ملاقات کر کے اپنے اور تمام مسلمانوں خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کے خدشات سے مطلع فرمایا اور کہا کہ ہم نے ان دونوں دینی اداروں اسلامی یونیورسٹی اور دعوۃ اکیڈمی کو خلفشار اختشار سے بچانے کے لئے کوئی سخت اقدام نہیں اُٹھایا حالانکہ آپ کو معلوم ہے عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی فتنہ بڑا حساس معاملہ ہے اس لئے آپ اس حوالے سے فی الفور کوئی قدم اُٹھائیں اور اس طرح کی قادیانیت نوازی کا سدباب ہونا چاہئے۔ اس پر ڈی جی اکیڈمی صاحب نے تحمل سے تمام تفصیلات سنی اور کہا کہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا بھی تفصیلاً لکھا گیا خط مجھے ملا، اس پر غور کیا گیا اور سعودی حکومت کی طرف سے ہمیں خط موصول ہوا تھا اس حوالے سے تو ہم نے فیصلہ کیا کہ آئندہ مطالعاتی دورہ قادیانیوں کے ہاں چناب نگر نہیں ہوا کرے گا۔ دوسرا ہم نے مصباح الرحمٰن یوسفی کو اس ائمہ کورس سے بھی الگ کر دیا ہے باقی معاملات زیر غور ہیں۔ تمام علماء کرام نے ڈی جی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانی سازشوں سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنا ہم سب کا مشترکہ فرض ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم سب کے اکابرین نے اس مسئلہ کے لئے بہت قربانیاں دی ہیں ہمیں اس کا دفاع کرنا ہوگا۔

اس کے بعد ملاقات ختم کر کے ہم واپس آئے اس معاملے میں کامیابی حقیقت میں ختم نبوت کی برکت اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کا خلوص اور جذبہ ہے اللہ ہم سب کو اس کام کے لئے قبول فرمائے آمین۔

(عبدالوحید قاسمی)

چنانچہ حضرت مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی کے ملنے والے ای میل کے بعد ذیل کے خطوط جناب ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر صاحب اور عالی جناب لیاقت بلوچ کو فقیر راقم نے تحریر کئے:

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی

آپ کو یہ معلوم کر کے بہت مسرت ہوگی کہ مصباح الرحمٰن یوسفی صاحب کو دعوہ اکیڈمی اسلام آباد کی ائمہ کلاس سے ڈی سیٹ کر دیا گیا ہے اور یہ کہ آئندہ ائمہ کلاس کے شرکاء چناب نگر قادیانی مرکز میں دورہ کے لئے نہیں جائیں گے۔ آج سے کچھ دن قبل ڈی جی دعوہ اکیڈمی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد ملا تو انہوں نے یہ فیصلہ سنایا اور یہ کہ اس پر عمل درآمد بھی ہوگیا ہے کہ نئے تعلیمی شیڈول میں مصباح صاحب کا نام نہیں ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں جو تعاون فرمایا وہ لائق تحسین ہے۔ آپ کے اس تعاون وسرپرستی پر دل کی گہرائیوں سے سپاس گزار ہوں۔

والسلام!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

یکم راگست ۲۰۱۵ء

اب تمام قارئین لولاک مبارکباد قبول فرمائیں کہ اس معاملہ میں یوں اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے سرفراز فرمایا۔ فالحمدللہ!

اصحاب بدر کا اجمالی تعارف

قسط نمبر:4

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۳۸...... الحارث بن انس بن رافع الاشہلی الاوسی الانصاریؓ

غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہادت پائی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ کا نام حارث بن اوس بن رافع تھا۔ جیسا کہ سبل الہدیٰ والرشاد ج۴ص۹۶ میں ہے۔

۳۹...... حارث ابن انس ابن معاذ الاشہلیؓ

حضرت مصنفؒ نے آپ کا نام حارث لکھا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا نام حارث ابن اوس بن معاذ تھا اور آپ کی کنیت ابو اوس تھی۔ یہ حضرت سعد بن معاذؓ کے بھائی تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر اٹھائیس سال تھی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ آپ اپنے چچا سعد بن معاذؓ کے ساتھ غزوہ خندق میں بھی شریک ہوئے۔ حارث ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا۔

(الاصابہ ج۱ص۲۷۴)

۴۰...... حارث بن حاطب بن عمرو الاوسی الانصاریؓ

سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ لیکن حضور ﷺ نے انہیں ابولبابہ بن عبدالمنذر کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔ جب کہ حضور ﷺ نے انہیں شریک بدر کا حصہ عطا فرمایا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ بنو عبدالاشہل میں سے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ثعلبہ بن حاطب کے بھائی تھے۔ انہیں موسیٰ ابن عقبہ نے شرکاء بدر میں شامل کیا ہے۔ جنگ صفین میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کی طرفداری میں شریک ہوئے۔

(سیرت بن ہشام ج۲ص۳۳۵)

۴۱...... الحارث بن خزمہ بن عدی الاوسی

یہ بنو عبدالاشہل کے حلیف تھے۔ آپ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شامل رہے۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو غزوہ تبوک میں سرور دو عالم ﷺ کی اونٹنی کو تلاش کر کے لائے۔ اس پر منافقین نے کہا کہ محمد ﷺ کو تو اپنی اونٹنی کا ہی پتہ نہیں تو آسمانوں کی خبریں کیسے جانتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کو ان کی اس گفتگو کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”انی لا اعلم الا ما علمنی اللہ“ میں تو وہی چیز جانتا ہوں جس کی میرا اللہ اطلاع دیتے ہیں اور اللہ پاک نے مجھے علم عطا فرمایا کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ اور وادی کے فلاں شعب میں ہے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ سے پکڑ کر لائے اور لانے والوں میں حارث بن خزیمہ بھی تھے جن کی کنیت ابو بشیر تھی۔ آپ نے ۴۰ھ میں سیدنا علی المرتضیٰؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ص۳۴۳، اسد الغابہ ج۱ص۴۷)

۴۲......حارث بن الصمۃ بن عمرو الخزرجی الانصاری

ان کی ٹانگ وادی روحا میں ٹوٹ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں غزوہ بدر میں شرکت کا حصہ عطاء فرمایا۔ آپ کی کنیت ابوسعد تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی حضرت صہیب بن سنان کے ساتھ مواخات کی۔ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے واپس بھیجا تو موصوف کہنے لگے۔

یا رب انا حارث بن صمه ...... اهل وفاء صادق وذمه

امه قبل فی میامه ملمه ...... فی لیلته ظلماء مدلهم

یسوق بالنبی هادی الامه ...... یلتمس الجنة ضیماثمه

غزوہ احد میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے۔ انہوں نے عثمان بن عبداللہ کو قتل کیا اور اس کا سامان لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ سامان انہیں عنایت فرما دیا اور اس دن ان کے سوا کسی کو مقتول کا سامان نہیں دیا۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ حارث فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر سوال کیا اور آپ اس وقت شعب میں تھے اور آپ نے فرمایا کہ: ”کیا تو نے عبدالرحمان بن عوف کو دیکھا۔“ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا کہ تو نے جبیل کی جانب دیکھا کہ اس پر مشرکین کے عسکری حملہ آور تھے۔ میں نے ارادہ کیا تا کہ میں انہیں روکوں تو میں نے دیکھا کہ فرشتے روک رہے ہیں۔ تو حارث فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف گیا۔ تو دیکھا کہ سات مشرکین مرے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کا دایاں ہاتھ کامیاب ہوگیا۔ آپ نے ان تمام مشرکین کو قتل کیا؟ انہوں نے کہا کہ ارطات بن شرجبیل اور ان دو کو میں نے قتل کیا اور باقی وہ ہیں۔ جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں کہ انہیں کس نے قتل کیا۔ میں نے نہیں دیکھا فرماتے ہیں میں نے کہا: ”صدق اللہ ورسولہ“ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۶۰)

۴۳......حارث ابن عرفجہ بن الحارث الانصاری الاوسی

آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ اور واقدی کہتے ہیں کہ ایسے ہی احد میں بھی شریک ہوئے۔ آپ نے اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑا۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۴۷)

۴۴......الحارث بن قیس بن خالد الخزرجی

بعض نے کہا کہ ان کا نام قیس بن خلدہ تھا۔ جیسا کہ اسد الغابہ اور اصابہ میں ہے۔ ابن مخلد بن عامر الانصاری الخزرجی۔ بیعت عقبہ میں بھی شرکت کی اور غزوہ بدر میں بھی۔ ان کی کنیت ابو خالد تھی۔ نام کے بجائے کنیت زیادہ مشہور ہوئی۔ ان کی والدہ محترمہ کا نام کبعہ بنت الفا کہ ابن زید تھا اور ان کے بیٹوں کا نام مخلد، خالد، خلدہ تھا۔ بیعت عقبہ میں ستر انصار کے ساتھ آپ بھی شامل تھے۔ غزوات احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔ جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ شرکت فرمائی اور جام شہادت نوش فرمایا۔ کیونکہ انہیں شدید زخم پہنچا تھا۔ جس کی تاب نہ لا کر شہید ہوگئے۔ (طبقات ابن سعد ج۳ ص۵۹۱، الاستیعاب ج۱ ص۲۹۹)

۴۵...... حارث بن نعمان ابن امیۃ الاوسی الانصاری

غزوہ بدر واحد میں شرکت کی۔ آپ عبداللہ کے چچا تھے۔ والدہ محترمہ کا نام ہند بنت اوس ابن عدی ابن امیہ تھا۔ کہا گیا کہ آپ جنگ صفین میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے ساتھ تھے۔

(طبقات ابن سعد ج۳ ص۴۷۸، اسد الغابہ ج۱ ص۵۱۱)

۴۶...... حارثہ بن سراقہ ابن الحارث الخزرجی

المعروف حارثہ بن ربیع ہیں۔ ربیع آپ کی والدہ محترمہ کا نام تھا۔ الربیع بنت النضر اور یہ حضرت انس ابن مالکؓ کی پھوپھی ہیں۔ رحمت عالم ﷺ نے حارثہ کی ثاقب ابن عثمان ابن مظعون سے مواخات کی۔ حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انہیں حبان بن العرقہ نے تیر مارا۔ بعض حضرات نے کہا کہ انصاری شہداء میں سے پہلے شہید ہیں جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے۔ ثابت کی روایت میں ہے کہ حالات کا جائزہ لینے کے لئے گئے اور شہید کر دیے گئے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو صبر کروں ورنہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میں کس حالت میں ہوں۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں ہیں۔ بعض نے کہا کہ آپؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور صحیح اور قابل اعتماد قول سید ہے۔ واللہ اعلم! (سیرت ابن ہشام ج۲ ص۳۶۵، طبقات ابن سعد ج۳ ص۵۱۰)

۴۷...... حارثہ بن نعمان ابن یزید الخزرجی الانصاری

آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ غزوہ بدر، احد، خندق سمیت تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ فاضل ترین صحابہ کرامؓ میں سے تھے اور آپ انہیں حضرات میں سے تھے جو غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ثابت قدم رہے۔ جب کہ بعض حضرات کے قدم اکھڑ گئے۔ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرا۔ آپ کے پاس جبریل امین تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ جب میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ: ''کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا جو میرے پاس تھا۔'' میں نے کہا جی ہاں! فرمایا وہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے۔ وہ بھی آپ کو سلام کہہ رہے تھے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے قرآن پاک پڑھنے کی آواز سنی۔ میں نے کہا: ''من ہذا'' یہ قرأت کرنے والا کون ہے تو بتلایا گیا کہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ ایسے ہوتے ہیں اور یہ اپنی والدہ محترمہ کی بہت زیادہ خدمت کرنے والے تھے۔ آخر عمر میں آپ کی نگاہ جاتی رہی۔ اپنے دروازہ کے ساتھ دھاگہ باندھا ہوا تھا اور اپنے پاس تھیلی میں کھجوریں وغیرہ رکھی ہوئی تھیں۔ جب کوئی مسکین سوال کرتا تو خود اٹھ کر اس کو کھجور وغیرہ پیش کرتے۔ آپ کے گھر والے کہتے کہ ہم آپ کی طرف سے دے دیتے ہیں۔

۴۸......حاطب بن ابی بلتعہ اللخمی

قریش کے حوالی میں سے تھے ان کا نام عمر تھا۔ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ غزوہ بدر سمیت تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ رہے اور زبردست تیر اندازوں میں سے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی رخیلہ بن خالد سے مواخات کرائی۔ بڑے تاجر تھے۔ سرور دو عالم ﷺ نے انہیں اپنا مکتوب گرامی دے کر اسکندریہ کے ''مقوقس'' کی طرف بھیجا۔ ۳۰ھ میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال تھی قریش کے گھڑسواروں، تیر اندازوں اور جاہلیہ کے شعراء میں سے تھے۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ص ۲۳۶)

۴۹......الحباب بن المنذر بن الجموح الخزرجی الانصاری

ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ والدہ محترمہ کا نام الشموس بنت الحق تھا۔ ۳۳ سال کی عمر میں غزوہ بدر میں شرکت فرمائی۔ انہیں ''صاحب الرائے'' کہا جاتا تھا۔ بدر کے غزوہ سے متعلق مشورہ دینے والوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی رائے کو پسند فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا رائے تو وہی ہے جو حباب نے دی جاہلیہ کے زمانہ میں بھی ان کی بہت سی آراء مشہور تھیں ''لواء الخزرج'' بدر کے دن حباب بن المنذر کے پاس تھا۔ انہوں نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت سے متعلق فرمایا: ''انا جذیلها المحکک وعذیقها المرجب، فلعبت'' ''مثلاً میں قوم کا ذمہ دار ہوں اور لوگ میری رائے سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ان کا یہ جملہ ضرب المثل بن گیا۔ حباب تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل رہے اور حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ پچاس سال سے زائد عمر تھی۔ (سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۵۴ طبقات ابن سعد ج۳ص ۵۶۷)

۵۰......حبیب ابن الاسود مولی الخزرجی

بعض حضرات نے فرمایا کہ ان کا اسم گرامی خبیب تھا۔ ان کا شمار انصار کے قبیلے سے حجازیین میں ہوتا تھا۔

بعض حضرات فرماتے ہیں ان کا شمار بنی حرام کے موالی میں ہوتا تھا۔ یہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

(سیرت ابن ہشام ج۲ص ۳۵۴)

رحمۃ للعالمین ﷺ کے والدین شریفین جنتی ہیں

قسط نمبر:2 محدث وفقیہ مولانا عبدالخالق صاحب ملتانیؒ

تیسرا مسلک

حضور ﷺ کے والدین شریفین کے متعلق امام جلال الدین سیوطیؒ نے مسالک الحنفاء میں یہ نقل کیا ہے کہ جب دین محمدی کامل طور پر نازل ہو چکا تو حضور ﷺ کے والدین شریفین کو حضور ﷺ کی خاطر زندہ کیا گیا اور وہ حضور ﷺ پر بالتفصیل ایمان لائے۔ (مسالک الحنفاء ص۵۶تا۵۹)

امام موصوف فرماتے ہیں کہ یہی مسلک ہے۔ حفاظ محدثین کی جماعت کثیرہ کا، جن میں سے ہیں۔ محدث ابن شاہین بغدادیؒ اور ابوبکر خطیب بغدادیؒ اور سہیلیؒ اور امام قرطبیؒ اور محب طبریؒ اور علامہ ناصر الدین ابن منیر مالکیؒ وغیرہم اور اس مسلک کی دلیل وہ حدیث ہے جس کو محدث ابن شاہینؒ اپنی کتاب ''الناسخ والمنسوخ'' میں اور خطیب بغدادیؒ اپنی کتاب ''السابق واللاحق'' میں اور دار قطنیؒ اور ابن عساکرؒ ''غرائب مالک'' میں اور سہیلیؒ ''الروض الانف'' میں اور علامہ ناصر الدین ابن منیر مالک اپنی کتاب ''المقتفی فی شرف المصطفے'' میں اور حافظ الحدیث فتح الدین ابن سید الناسؒ اپنی ''سیرۃ'' میں اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین اپنی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' میں لائے ہیں اور اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ عقبہ حجون پر گذرے اور غمگینی اور حزن کی حالت میں وہاں اترے اور کچھ دیر کے بعد نہایت شاداں اور خنداں شکل میں واپس تشریف لائے۔ میں نے استفساراً عرض کیا تو فرمایا کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر پر گیا تھا اور اللہ عزوجل سے عرض کیا کہ انہیں زندہ کیا جائے تو وہ زندہ کی گئیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔ پھر انہیں اللہ عزوجل نے عالم برزخ کو واپس کر لیا۔ اس حدیث کے متعلق امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ لیکن فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہوتی ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی اس منقبت میں کہ آپ کے والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل ایمان لائے۔ یہ حدیث مقبول ہے۔

(کذافی مسالک الحنفاء ص۱۵۷ والدرج المنیفہ ص۷ والمقامۃ السندیہ ص۵)

امام سیوطیؒ کا دوسرا رسالہ اس مسئلہ میں الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ ہے۔ اس کا حاصل بھی وہی ہے جو مسالک الحنفاء کا ہے۔ الدرج المنیفہ میں امام سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے متعلق نجات کے قائلین علماء کو تین درجوں پر تقسیم کیا ہے۔ ایک درجہ وہ جو کہتے ہیں کہ والدین شریفین قبل از بعثت وقبل از دعوۃ دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ لہٰذا وہ آیت شریفہ: ''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا'' وغیرہا من (الآیات والاحادیث) کے ماتحت ناجی ہیں۔ دوسرا درجہ وہ علماء جو کہتے ہیں کہ اکمال دین کے بعد والدین شریفین کو زندہ کیا گیا

تھا اور وہ حضور ﷺ پر تفصیلی ایمان لائے تھے۔ لہٰذا وہ ناجی ہیں۔ تیسرا درجہ وہ علماء کرام جو کہتے ہیں کہ والدین شریفین دین ابراہیمی پر تھے۔ لہٰذا ناجی ہیں۔

تیسرا رسالہ امام سیوطیؒ صاحب کا ’’اَلْمُقَامَةُ السُّنْدُسِيَّةُ فِي النِّسْبَةِ الْمُصْطَفَوِيَّةِ ‘‘ ہے۔ اس میں امام موصوف نے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے نسب شریف حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک کل اسلام ہی اسلام پر رہے ہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

’’كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرۃ:۲۱۳)‘‘ ﴿لوگ ایک ہی امت تھے یعنی مسلمان تھے۔﴾

امام موصوفؒ فرماتے ہیں کہ اس بارہ میں آثار صحیحہ وارد ہوئے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے حضرت نوح علیہ السلام کے عہد تک سب مسلمان ہی مسلمان تھے۔ آگے طبقات ابن سعد سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے عمر بن عامر خزاعی کے عہد تک کوئی شرک نہیں تھا۔ آگے تاریخ ابن حبیب سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہیں کہ عدنان، معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ، اسد سب ملت ابراہیمی پر تھے۔ آگے دلائل النبوۃ ابونعیم سے نقل کرتے ہیں کہ کعب بن لوی نے اپنی اولاد کو ایمان بالنبی ﷺ کی وصیت کی تھی۔ انتہیٰ! جس سے ثابت ہوا کہ کعب بن لوی کو حضور ﷺ کے ساتھ ایمان تھا۔ آگے لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب اہل فترۃ میں سے تھے اور موحد تھے۔ جیسا کہ ان کا یہ شعر ان کے موحد ہونے پر دال ہے۔ ’’وَانْصُرْ عَلٰى آلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ آلِكَ ‘‘ آگے آیت شریف:

’’وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (ابراہیم:۳۵) ‘‘ سے مجاہدؒ اور سفیان بن عیینہؒ کا استدلال نقل کیا ہے۔ اس پر کہ اولاد ابراہیم علیہ السلام میں ہمیشہ توحید رہی ہے۔ ترجمہ آیت ’’متلوہ ‘‘ اے میرے رب اس شہر مکہ کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھ۔

’’رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (ابراہیم:۴۰) ‘‘ سے ابن جریجؒ کا استدلال نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ بعض لوگ خدا تعالیٰ کے عبادت گزار رہے ہیں۔

ترجمہ...... اے میرے رب مجھے اپنا عبادت گزار ’’مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ ‘‘ بنائے رکھ اور میری اولاد میں سے بھی۔

آگے لکھتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور قتادہؒ نے آیت شریف ’’وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ (الزخرف:۲۸) ‘‘ سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ موحد لوگ خدا تعالیٰ کے عبادت گزار رہے ہیں۔

ترجمہ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلمہ توحید کو (بذریعہ اپنی دعا کے) اپنی اولاد میں باقی رکھا۔

ان آیات سے امام سیوطیؒ کا مدعا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں جو موحد لوگ ہوتے آئے ہیں وہ حضور اکرم خاتم الانبیاء ﷺ کے آباء تھے۔ کیونکہ اگر حضور اکرم ﷺ کے آباء موحد نہ ہوں اور اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے دوسرے لوگ موحد ہوں۔ تو وہی دوسرے لوگ حضور ﷺ کے آباء سے افضل بنیں گے۔

کیونکہ موحد غیر موحد سے افضل ہوتا ہے۔ حالانکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ کے آباء ہر زمانے میں اپنے اپنے زمانے کے دوسرے لوگوں سے افضل رہے ہیں تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے آباء موحد رہے ہیں۔ امام سیوطیؒ نے اس رسالے کے صفحہ۹ میں یہ حدیث بھی نقل کی ہے۔

”سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُدْخِلَ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیَ النَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ “ ﴿میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میرے اہل بیت سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرے۔ تو رب تعالیٰ نے میری یہ درخواست منظور فرمائی ہے۔﴾

امام سیوطیؒ لفظ اہل بیت کے عموم سے دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا سارا خاندان اصول وفروع اس بشارت میں داخل ہے۔

چوتھا رسالہ امام سیوطیؒ کا ”اَلتَّعْظِیْمُ وَالْمِنَّۃُ فِیْ اَنَّ اَبَوِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فِی الْجَنَّۃِ “ ہے اور اس کا مقصد نام سے ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین شریفین جنت میں ہیں اور اس مدّعیٰ کو امام سیوطی نے اس طرح ثابت کیا ہے کہ جس حدیث میں استغفار کی اجازت نہ ملنے کا ذکر ہے وہ پہلے کی ہے۔ فتح مکہ کے دن کی اور والدین شریفین کے زندہ ہو کر ایمان لانے کا قصہ بعد کا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع کا، جیسا کہ حافظ ابوبکر خطیب نے ”کِتَابُ السَّابِقِ وَالّلَاحِقِ“ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اسی واسطے حافظ ابن شاہینؒ محدث نے اپنی کتاب (الناسخ والمنسوخ) میں حدیث احیاء کو ناسخ اور استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے اور امام قرطبیؒ نے بھی تذکرہ میں احیاء کی حدیث کو ناسخ قرار دیا ہے اور امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ استغفار کی اجازت نہ ملنے والی حدیث بھی کفر وشرک وغیرہ پر دال نہیں۔ کیونکہ ابتداء میں حضور ﷺ مدیون پر نماز جنازہ پڑھنے اور اس کے لئے بھی استغفار کرنے سے بھی ممنوع تھے۔ حالانکہ اس کی وجہ کفر یا شرک نہیں تھا بلکہ اور حکمت تھی تو اسی طرح استغفار کی اجازت نہ ملنا والدہ ماجدہ کے حق میں بھی کسی اور حکمت پر مبنی تھا۔ ورنہ ”بالاجمال“ وہ پہلے سے مومنہ تھیں اور موحدہ تھیں۔ جیسا کہ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں یہ روایت لکھی ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اپنی وفات کے وقت میں جب کہ حضور ﷺ پانچ سال کے تھے حضور ﷺ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر یہ اشعار پڑھے تھے۔

اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ　　　فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ
مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ　　　تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَامِ
تُبْعَثُ بِالتَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَامِ　　　دِیْنِ اَبِیْکَ اِبْرَاھَامِ
فَاللّٰہُ اَنْھَاکَ عَنِ الْاَصْنَامِ　　　اَنْ لَّا تُوَالِیْھَا مَعَ الْاَقْوَامِ

ترجمہ..... اگر میرا خواب سچا ہے تو آپ خداوند ذوالجلال والاکرام کی طرف سے مبعوث ہونے والے ہیں۔ مکہ کی سرزمین میں آپ پر دین اسلام کی وحی شروع ہوگی جو آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے تو میں آپ کو بتوں سے منع کرتی ہوں کہ بت پرست لوگوں کا ساتھ نہ دینا اور بتوں کی طرف مائل نہ ہونا۔

تو دیکھئے! جب والدہ ماجدہ حضور ﷺ کی بعثت کی خبر فرما رہی ہیں کہ آپ دین اسلام کے ساتھ مبعوث ہوں گے اور بتوں سے منع فرما رہی ہیں تو اس سے والدہ ماجدہ کا موحد ہونا اور بالاجمال حضور ﷺ کی بعثت پر ایمان رکھنا ثابت ہوگیا۔

اگر کہا جائے کہ ''اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ'' میں ''ان'' کا لفظ شک پر دال ہے تو جب کہ شرط مشکوک ہوئی تو اس کی جو جزا ہے یعنی ''فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنَامِ'' وہ بھی مشکوک ہوگئی۔ تو ایمان اور یقین کیسے ثابت ہوا تو جواب اس کا یہ ہے کہ ''ان'' ہمیشہ شک کے لئے نہیں ہوتا بلکہ کبھی اس کا مدخول یقینی بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خداوند عزوجل مومنین کو فرمایا کرتے ہیں: ''اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ'' تو اس اجمالی ایمان کے باوجود جب حضور ﷺ پر اسلام کامل طور پر نازل ہو چکا تو حجۃ الوداع کے موقع پر والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور تفصیلی ایمان سے ان کو مشرف فرمایا گیا۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خاطر حضور ﷺ کے والدین شریفین کو زندہ کرنے اور ان کو تفصیلی ایمان سے مشرف کرنے کی نظیر یہ ہے کہ سورج غروب ہوگیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہوگئی تھی۔ لیکن حضور ﷺ کی خاطر اور حضور ﷺ کے طفیل سے سورج کو لوٹایا گیا تھا تاکہ حضرت علیؓ کی فوت شدہ نماز قضا نہ بنے۔ بلکہ ادا ہو جائے۔ ذکرہ الطحاویؒ وقال حدیث ثابت اور دوسری نظیر یہ ہے کہ جب امام مہدی صاحب تشریف لائیں گے تو اصحاب کہف کو زندہ کر کے ان کا معاون بنایا جائے گا اور خاتم الانبیاء ﷺ کی امت میں شامل کیا جائے گا۔ ذکرہ ابن مردویہ فی تفسیرہ عن ابن عباسؓ مرفوعا۔

اس رسالے کے خاتمہ میں امام سیوطیؒ، امام رازیؒ کی تفسیر کبیر سے ناقل ہیں کہ آیت شریفہ: ''اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ (الشعراء:۲۱۸،۲۱۹)'' دال ہے اس پر کہ: حضور ﷺ کے تمام آباء کرام مسلمان تھے۔ کیونکہ ''تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ'' کے معنی یہ ہے کہ آپ کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے اور امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ اس دعویٰ کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ'' یعنی میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں تو اگر خدانخواستہ آپ کے اصول میں سے کوئی مشرک ہوتا تو وہ ناپاک ہوتا۔ کیونکہ مشرکین کے بارے میں خداوند عزوجل فرماتے ہیں: ''اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ'' یعنی مشرکین لوگ پلید ہیں۔ تو جب کہ مشرکین پلید ہیں اور حضور ﷺ کے آباء اور امہات سب کے سب پاک ہیں تو ثابت ہوا کہ آپ کے تمام آباء وامہات مسلمان اور موحد ہیں۔ کوئی ان میں سے کافر یا مشرک نہیں ہے۔ ''وَھُوَ الْمَطْلُوْبُ''

امام (سیوطیؒ) کا پانچواں رسالہ ''نَشْرُ الْعَلَمَیْنِ الْمُنِیْفَیْنِ فِیْ اِحْیَاءِ الْاَبَوَیْنِ الشَّرِیْفَیْنِ'' ہے۔ اس رسالے میں امام سیوطیؒ نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے احیاء کی حدیث کو نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے آپ کے والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ بالتفصیل آپ ﷺ پر ایمان لائے اور امام موصوفؒ نے اس

پر زور دیا کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو اس حدیث کو موضوع کہا ہے تو یہ غلط کہا ہے۔ یہ حدیث موضوع نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ اس حدیث کو ضعیف کہا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس حدیث سے حضور ﷺ کی یہ فضیلت اور منقبت ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی خاطر آپ کی دعا سے اللہ جل شانہ نے آپ ﷺ کے والدین شریفین کو زندہ کر کے ایمان تفصیلی سے شرف فرمایا اور فضائل ومناقب میں حدیث ضعیف بھی معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ حافظ محب الدین طبریؒ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور حافظ ابوبکر خطیب بغدادی نے ''کِتَابُ السَّابِقِ وَاللَّاحِق'' میں اور حافظ ابن عساکرؒ نے ''غرائب مالک'' میں اور حافظ فتح الدین ابن سید الناسؒ نے ''سیرۃ'' میں اور امام ابوالقاسم سہیلیؒ نے ''الروض الانف'' میں اور علامہ ناصر الدین ابن المنذرؒ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور امام قرطبیؒ نے ''تذکرہ'' میں اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقیؒ نے اپنی کتاب ''مورد الصادی فی مولد الہادی'' میں اور حافظ ابن شاہینؒ نے اپنی کتاب ''الناسخ المنسوخ'' میں اس حدیث احیاء الوالدین الشریفین کو نقل کیا ہے اور کسی نے ان حفاظ الحدیث میں سے اس حدیث کو موضوع نہیں کہا۔ بلکہ سب نے اس حدیث کو اس فضیلت کے اثبات میں تسلیم کیا ہے اور حافظ ابن شاہینؒ نے اس حدیث کو حدیث ''عَدَمُ الْاِذْنِ لِلْاِسْتِغْفَار'' کا ناسخ قرار دیا ہے۔

آگے امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزیؒ نے جو بہت سی صحیح یا حسن حدیثوں پر ضعیف ہونے کا یا حسن وضعیف حدیثوں پر موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے تو یہ غلط طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس پر حفاظ الحدیث مثلاً ابن الصلاحؒ، امام نوویؒ، حافظ زین الدین عراقیؒ، قاضی القضاۃ بدر الدین ابن جماعہؒ، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینیؒ اور حافظ صلاح الدین علائیؒ نے امام زرکشیؒ، محب طبریؒ، حافظ مزیؒ وحافظ ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہم نے اس کا تعاقب کیا ہے اور بہت سی حدیثوں پر ضعف یا وضع کا حکم لگانے میں اس کی تغلیط اور تردید کی ہے۔

چھٹا رسالہ امام سیوطیؒ کا اس بارے میں ''اَلسُّبُلُ الْجَلِیَّةُ فِی الْآبَاءِ الْعَلِیَّةِ'' ہے۔ اس رسالہ میں امام موصوف نے حضور ﷺ کے والدین شریفین کے ناجی ہونے میں علماء کے چار سبیل یعنی چار طریق نقل کئے ہیں:

پہلا طریق یہ کہ والدین شریفین کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچی اور قبل از دعوت وہ دنیا سے انتقال فرماگئے ہیں اور قبل از دعوت کسی کو عذاب نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: ''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۵)'' یعنی ہم رسول کے بھیجنے اور اس کے واسطے سے دعوت کرنے سے پہلے کسی کو عذاب نہیں کیا کرتے اور اس قسم کی آیات بھی ہیں تو لہٰذا جب کہ والدین شریفین نے حضور ﷺ کی بعثت کا زمانہ نہیں پایا اور آپ کی طرف سے ان کی اسلام کی دعوت نہیں پہنچی۔ لہٰذا وہ دعوت نہ پہنچنے کے سبب سے ناجی ہیں۔ لقولہ تعالیٰ:

''وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:۱۵)''

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے بارے میں علماء کی ایک جماعت جن کو سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں ذکر کیا ہے اسی مسلک پر ہیں منجملہ ان کے شیخ الاسلام شرف الدین مناویؒ ہیں۔

دوسرا طریق یہ ہے کہ والدین شریفین اہل فترۃ میں سے ہیں اور اہل فترۃ کے بارے میں احادیث صحیحہ میں آچکا ہے کہ وہ قبل از قیامت تو عذاب سے ناجی رہیں گے اور قیامت کے دن ان کا امتحان ہوگا اور امتحان میں پاس ہونے والے جنت میں جائیں گے تو چونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:
”سَأَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَا یُدْخِلَ اَحَدًا مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیَ النَّارَ فَاَعْطَانِیْ ذٰلِکَ“ (میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ کسی کو میرے اہل بیت میں دوزخ میں داخل نہ کرے) (ذخائر العقبی للمحب الطبری)
اور حضرت ابن عباسؓ آیت شریفہ: ”وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (الضحیٰ: ۵)“ کے ماتحت فرماتے ہیں: ”وَمِنْ رِضٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا یَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر) “تو چونکہ ”وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی“ سے حضور ﷺ کو اخروی انعام کا وعدہ فرمایا جاچکا ہے اور اس وعدہ کا مقتضی بقول حبر الامت حضرت ابن عباسؓ یہ ہے کہ کوئی شخص حضور ﷺ کے اہل بیت میں سے دوزخ میں نہ جائے گا اور اہل بیت کے عموم میں والدین شریفین بھی داخل ہیں۔لہٰذا قیامت کے دن والدین شریفین امتحان میں پاس ہوکر جنت میں جائیں گے اور قبل از قیامت بھی وہ ناجی ہیں۔کیونکہ ان کو دعوت نہیں پہنچی۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجرؒ نے والدین شریفین کے حق میں علماء کی ایک جماعت کا یہی مسلک بیان کیا ہے۔

تیسرا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے حضور ﷺ کی خاطر والدین شریفین کو زندہ کیا گیا اور وہ باتفصیل ایمان لے آئے۔امام موصوف فرماتے ہیں کہ والدین شریفین کے حق میں ائمہ دین اور حفاظ الحدیث کی جماعت کثیرہ اسی مسلک پر ہے۔

چوتھا طریق یہ ہے کہ حضور ﷺ کے والدین شریفین دین ابراہیمی پر تھے اور یہ مسلک ہے امام فخر الدین رازیؒ کا۔

چاشت یا اشراق کے نوافل

ﷺ یصبح علیٰ کل سلامی من احدکم صدقة فکل تسبیحة صدقة وکل تحمیدة صدقة وکل تهلیلة صدقة وکل تکبیرة صدقة وامر بالمعروف صدقة ونهی عن المنکر صدقة ویجزی من ذالك رکعتان یرکعهما من الضحیٰ ۔ صحیح مسلم “

اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ پر صبح کو صدقہ ہے۔(یعنی صبح کو جب آدمی اس حالت سے اٹھتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا اور ان کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے شکریہ میں ہر جوڑ کی طرف سے اس کو صدقہ یعنی کوئی نیکی اور ثواب کا کام کرنا چاہئے اور ایسے کاموں کی فہرست بہت وسیع ہے) پس ایک دفعہ یعنی سبحان اللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور الحمدللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور لاالٰہ الا اللہ! کہنا بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر! کہنا بھی صدقہ ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے۔اس شکر کی ادائیگی کے لئے دو رکعتیں کافی ہیں جو آدمی چاشت کے وقت پڑھے۔“

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

۳۰/ستمبر ۱۹۹۸ء کو بڑی مسجد مدراس میں قاری محمد قاسم صاحب کے گیارہ سال سے جاری تفسیر قرآن کا سلسلہ تکمیل کو پہنچا اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے اس دوسرے دور کا آغاز فرمایا۔ اس مبارک و مسعود موقع پر حضرت مولانا مرحوم نے بڑی اہم اور چشم کشا تقریر فرمائی۔ افادۂ عام کی غرض سے ہم اس تقریر کو ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔ (ادارہ لولاک)

''الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الیٰ یوم الدین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم''

''لقد انزلنا الیکم کتاباً فیہ ذکرکم افلا تعقلون (الانبیاء:۱۰)'' ﴿ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟﴾

میرے دینی وایمانی بھائیو! میں سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مقدر فرمایا، میسر بھی فرمایا اور مقبول بھی فرمایا اور اس کے آثار ظاہر ہیں کہ آپ کے اس شہر مدراس میں قرآن مجید کا درس ہوا اور آپ کے سامنے پورا قرآن مجید اس کے معانی وتشریح پیش کی گئی۔ آپ کو اندازہ نہیں کہ اس سے اس شہر پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا رحمتیں نازل ہوئیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس شرف اس سعادت اور توفیق کی بناء پر معلوم نہیں کہ اس شہر سے کتنی بلائیں ٹلی ہوں گی اور کتنی نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نازل فرمائی ہوں گی جن کا کوئی احساس نہیں کر سکتا۔ احساس تو بڑی چیز ہے ادراک بھی نہیں کر سکتا۔

میں سب سے پہلے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ موقع میسر فرمایا اور اس کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص بندے کی زبان سے ایک صحیح العقیدہ، صحیح الفہم، صحیح النسبت اور قرآن مجید پر نظر رکھنے والے ایک حافظ قرآن اور عالم وقاری کی زبان سے آپ نے قرآن مجید کی تفسیر سنی۔ اس پر آپ کو شکر ادا کرنا چاہئے۔

میں سب سے پہلے آپ کو یہ مشورہ دوں گا اور آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ چاہے اپنے دل سے اور چاہے زبان سے اور چاہے دل وزبان دونوں سے اس کا شکر ادا کریں اور اس وقت بھی اس ذرا سا ذہن میں تازہ کریں اور اس وقت بھی اپنے دل سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اے اللہ تیرا فضل ہے، ہم اس قابل نہ تھے۔ ''وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ'' ﴿اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو کوئی ہدایت دینے والا نہیں تھا۔﴾

تیری آسمانی کتاب، تمام صحف آسمانی میں سب سے معزز، سب سے محترم، سب سے شرف بلکہ شرف بخشنے والی کتاب اور ہم ناچیز بندے تیرے گنہگار بندے ہم دنیا دار انسان، ہمارے شہر میں اس کو سنایا جائے، اس کی تشریح کی جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بڑے سے بڑا اعزاز اگر مدراس کو ملتا تو اس سے بڑا اعزاز نہیں تھا کہ قرآن مجید سارا کا سارا آپ کے سامنے پڑھا گیا اور اس کی تشریح کی گئی۔ اب میں آپ کے سامنے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کا حق اور اپنا فرض سمجھتے ہوئے آپ کو ایک خاص نکتہ اور ایک حقیقت کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ یہ قرآن مجید اپنے معانی، آسمانی مطالب، آسمانی مضامین اور روحانی مضامین اور معراجی مضامین اور مقدس مضامین کے ساتھ یہ کتاب ہمارے لئے ایک آئینہ بھی ہے کہ ہم کو اس آئینہ میں اپنی صورت دیکھنی چاہئے کہ ہم کیسے نظر آتے ہیں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ”لقد انزلنا الیکم کتاباً فیه ذکرکم“ ”ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ سوچنے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ایسی کتاب نازل کی کہ جس میں تمہارا تذکرہ ہے تو ہم کو اپنا تذکرہ تلاش کرنا چاہئے۔ ہم اس میں کس صف میں ہیں، کس گروہ میں ہیں، کس مرتبہ میں ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس کی کیا جزا دے گا۔ ہم نے اس کی کتنی قدر کی ہے۔ ہمیں اپنی صورت، اپنا چہرہ اس میں تلاش کرنا چاہئے۔ ہمارا جو کردار ہے، ہماری زندگی میں جو طرز عمل ہے اس کو اس کتاب کے نقطہ نظر سے، اس کتاب کے آئینہ سے اس کتاب کے چشمہ سے دیکھنا چاہئے اور معلوم کرنا چاہئے۔

میں آپ کے سامنے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک بہت بڑے تابعی تھے جن کا نام حضرت احنف بن قیس تھا۔ تابعی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جنہوں نے ایمان کی حالت میں صحابہ کرامؓ کا زمانہ پایا اور صحابہ کرامؓ کو دیکھا ان کو تابعی کہتے ہیں صحابیت کے بعد سے بڑا شرف تابعیت کا ہے تو حضرت احنف بن قیس تابعی تھے اور اپنے قبیلے کے بڑے سردار تھے۔ ۲۷ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ وہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کسی نے یہ آیت پڑھی: ”لقد انزلنا الیکم کتاباً فیه ذکرکم افلا تعقلون“ ”ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل کی جس میں تمہارا تذکرہ ہے، کیا تم غور نہیں کرتے ہو۔ کہنے لگے ارے ہمارا تذکرہ، ہمارا تذکرہ ”علی بالمصحف علی بالمصحف“ قرآن شریف لاؤ قرآن شریف لاؤ، میں دیکھوں گا کہ میرا تذکرہ کن الفاظ میں ہے اور مجھے کون سی جگہ دی گئی ہے۔ کس گروہ میں مجھے جگہ دی گئی ہے اور مجھے کس نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اب قرآن شریف ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ وہ اہل زبان تھے، عربی اللسان تھے، تابعی تھے، عالم تھے، انہوں نے ورق الٹنا شروع کئے دیکھنا شروع کیا۔ دیکھا تو کہیں ایسی تعریف تھی، نمونہ کے طور پر میں پیش کرتا ہوں۔

”قد افلح المؤمنون. الذین هم فی صلاتهم خشعون. والذین هم عن اللغو معرضون. والذین هم للزکوٰة فعلون. والذین هم لفروجهم حفظون. الا علیٰ ازواجهم اوما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین (المومنون: ۱تا۶)“ ﴿وہ مومن کامیاب ہوئے جن کی نمازوں میں

خشوع وخشیت طاری ہوگئی ہے اور جو لغویت سے اور ہر لغو کام سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔﴾

انہوں نے یہ پڑھا اور کہا: ''انی لا اجد نفسی فی ھٰؤلاء'' میں اس درجہ میں اپنے کو نہیں پاتا۔ میں اس میں نظر نہیں آتا۔ پھر دیکھا: ''وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجھلون قالوا سلما۔ الذین یبیتون لربھم سجداً وقیاماً۔ والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراماً۔ انھا ساء ت مستقراً ومقاماً (الفرقان: ۶۳تا۶۶)'' ﴿اللہ کے وہ بندے جو زمین پر ہلکے ہلکے چلتے ہیں دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ لگتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بھئی معاف کرنا ہمارا سلام قبول ہو اور اپنی راتیں اس طرح گزارتے ہیں، کبھی کھڑے ہیں اور کبھی بیٹھے ہیں، ساری ساری رات اس طرح گزر جاتی ہے۔﴾

اسی طرح مومنین کی صفتیں انہوں نے دیکھیں اور انہوں نے کہا کہ میں اپنے کو اس میں نہیں پاتا یہ تو بڑا اونچا گروہ ہے۔ پھر قرآن مجید کھولا پھر بہت بڑے بڑے اولیاء اللہ کی اللہ تعالیٰ نے جو صفتیں بیان کی ہیں، صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کی جو صفتیں بیان کی ہیں، مجاہدین ابرار کی جو صفتیں بیان کی ہیں، مومنین الابرار کی جو صفتیں بیان کی ہیں، اولیاء اللہ کی شان بیان کی ہے تو وہ ایک سچے باضمیر انسان تھے۔ وہ دھوکہ نہیں کھاتے تھے، صاف کہہ دیتے تھے کہ میں اپنے کو اس گروہ میں نہیں پاتا۔ یہ تو بہت اونچا گروہ ہے۔ اب ایسی آیتیں اگر وقت ہوتا اور موقع ہوتا تو ایسے دس نمونے آپ کے سامنے پیش کئے جاتے کہ جہاں مسلمانوں کی، اہل ایمان کی، صحابہؓ رسول کی، مجاہدین اسلام کی، عباد و زہاد کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔ لیکن وہ اپنے کو پہچانتے تھے اور اپنے کو پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پہچانتے تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پہچانے پھر اپنے کو پہچانے وہی صحیح انصاف کی بات کر سکتا ہے۔ وہ تو یہ کہتے تھے کہ میں اس قابل نہیں ہوں میں تو اس میں نظر نہیں آتا۔

یہاں تک کہ جب ان کے سامنے یہ آیت آئی: ''واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملاً صالحاً واخر سیئا۔ عسی اللہ ان یتوب علیھم ان اللہ غفور رحیم (التوبہ:۱۰۲)'' ﴿اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرلیا۔ انہوں نے کچھ اچھے کام کئے اور برے کام بھی ان سے ہوگئے۔ ملے جلے کام ہیں۔ حسنات بھی ہیں، سیئات بھی ہیں، عبادات بھی ہیں اور کہیں کہیں تھوڑی لغزشیں بھی ہیں۔ ایک گروہ ایسا بھی ہے وہ ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔﴾

تو انہوں نے کہا ہاں! میرا تذکرہ ہے اور یہ میرا گروہ ہے۔ یہاں ہماری تعریف کی گئی ہے۔ ''خلطوا عملاً صالحاً واخر سیئاً'' ہم ایمان لائے۔ ہم نمازیں پڑھتے ہیں، ہم رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ہم زکوٰۃ بھی الحمدللہ دیتے ہیں۔ جس کی توفیق ہوتی ہے، حج بھی ہم نے کئی بار کئے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ہماری زبان سے

ایسی بات نکل جاتی ہے جو نہیں نکلنی چاہئے۔ نظر ایسی جگہ اٹھ جاتی ہے جہاں نہیں اٹھنی چاہئے۔ کبھی کبھی غفلت ہو جاتی ہے، کبھی سو جاتے ہیں اور تہجد میں ناغہ ہوتا ہے۔ تہجد قضا ہو جاتی ہے۔ کبھی کسی وقت بات کرنے میں ہم کو غصہ آ جاتا ہے اور کسی کا حق ہے ابھی تک ہم اس کو ادا نہیں کر سکے اور جیسی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جدوجہد کرنی چاہئے اپنا سر کٹا دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنا خون بہا دینا چاہئے۔ جہاد فی سبیل اللہ میں وہ ابھی تک توفیق نہیں ہوئی۔

وہ اپنے اللہ کو بھی پہچاننے والے تھے، عارف باللہ بھی تھے اور اپنے آپ کو پہچاننے والے تھے۔ عارف بالنفس بھی تھے انہوں نے اپنا مقام پا لیا اور اس جگہ کو دیکھ لیا جہاں وہ خود اپنے کو نظر آتے تھے۔ ''واخــــــرون اعتـرفوا بذنوبهم '' کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا۔ ''خـلـطوا عملاً صـالحاً '' اب اگر آپ غور کریں اپنے حالات پر میں آپ کے متعلق نہیں کہتا: اور صفائی کے ساتھ اس کی جرأت بھی نہیں۔ لیکن اپنے متعلق کہتا ہوں کہ میں اپنے کو تو یہی سمجھتا ہوں کہ ''واخــرون اعتــرفـوا بذنوبهم '' مجھے اپنے گناہوں کا اقرار ہے۔ اپنی کوتاہیوں کا اقرار ہے۔ ''خـلـطـوا عـملاً صــالحاً '' کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں کچھ کوتاہیاں بھی مجھ سے ہوئیں لغزشیں بھی ہوئی ہیں دونوں ملی جلی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بزرگ مقبول بندوں سے ملایا۔ قرآن مجید کا درس لیا۔ مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ سے جو امام وقت تھے، امام تفسیر تھے، پورا قرآن مجید ان سے پڑھا۔ اوّل سے آخر تک امتحان دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس عہد کے مقبول ترین بندوں سے اور اولیاء اللہ سے ملایا۔ اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج کی سعادت بھی نصیب فرمائی اور یہاں تک کہ جو واقعہ بیان کیا گیا اور جس کو سن کر میں شرمندہ بھی ہوا لیکن یہ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت تھی کہ بیت اللہ شریف کا دروازہ میرے گنہگار ہاتھوں سے کھلوایا گیا۔ کہاں یہ بندۂ خاکی وخاطی اور گنہگار اور کہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر کہ جس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ قسم کھا کر اگر کوئی کہے کہ روئے زمین پر بیت اللہ شریف سے اونچی جگہ، اشرف جگہ، مکرم جگہ، معزز جگہ، مقبول جگہ نہیں تو بالکل صحیح ہے۔

یہ گنہگار ہاتھ، یہ ہندوستانی، ہندوستان کی مٹی کا ایک بنا ہوا یہ ہاتھ، یہ اور بیت اللہ شریف کو کھولے، اور پھر اتنے بڑے عالم اسلام کے چیدہ وبرگزیدہ لوگوں کی موجودگی میں، محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کی دعا تھی۔ ہمارے آباؤ اجداد سے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رتبہ نصیب کیا۔ تو ہم آپ ''خـلـطوا عملاً صالحا واخر سیئا '' میں ہیں بس قرآن مجید کو اس نظر سے دیکھئے کہ آپ کا حلیہ اس میں ملے گا۔ یہ کوئی موقع نہیں ہے تصویر تو حرام ہے اسلام میں۔ اس میں تصویریں کیا ہوں گی۔ لیکن اس میں ایسی تصویریں ہیں جو تصویروں سے بڑھ کر ہیں۔ یہ تصویریں جو فوٹو گرافی کی تصویریں ہوتی ہیں، یہ کیا ہیں یہ تو ایک دھوکہ ہیں اور یہ جو خاک میں مل جانے والا ہے یہ کب تک قائم رہے گا۔ اس کی کیا تصویر ہے اور اس میں کون سا جمال ہے۔

لیکن وہ تصویر جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں آئے، جو حلیہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بیان کیا گیا ہو اس سے بڑھ

کر نہ کوئی تصویر ہو سکتی ہے نہ کوئی تشکیل ہو سکتی ہے، نہ کوئی انعام ہو سکتا ہے اور نہ کوئی تحسین ہو سکتی ہے۔ تحسین بھی اس سے بہت نہیں ہو سکتی۔ بس میرے بھائیو! پہلے تو میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت نصیب فرمائی کہ یہاں پر گیارہ سال بارہ سال کو جو مدت گزری اس میں قرآن مجید کا درس ہوا۔ اس کا ترجمہ ہوا اور حالات کو اس کی روشنی میں دیکھا گیا اور اس کو آئینہ کی طرح سامنے لایا گیا کہ دیکھ لو اپنی اپنی صورتیں۔ دیکھ لو اپنے اپنے چہرے کہ تم کون ہو؟ کیا ہو؟ کس گروہ میں ہو؟

اللہ تعالیٰ نے یہ موقع عطا فرمایا کہ آپ حضوری کے ساتھ اور دھیان کے ساتھ اور صحیح نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کریں اور اللہ تعالیٰ کے جس بندے سے اللہ تعالیٰ نے یہ کام لیا اس کا شکر ادا کریں۔ شکر اللہ تعالیٰ کا۔ لیکن شکر یہ اس کا بھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ذریعے سے آپ کو قرآن مجید سنوایا۔ اس کا ترجمہ سنوایا۔ یہ بات اس لئے نہیں کہ یہاں پر ماشاء اللہ اتنا بڑا مجمع ہے۔ صرف یہ کافی نہیں بلکہ اس کے دل میں اس پر خوشی ہونی چاہئے اور شکر کا جذبہ ہونا چاہئے اور زبان پر بھی شکر آنا چاہئے کہ الحمدللہ! الحمدللہ!! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ اس ملک میں جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں یہاں دین خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ آئندہ مسلمانوں کی نسل خطرہ میں پڑ گئی ہے کہ یہ مسلمان رہتی ہے یا نہیں۔

میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آپ سے یہ بھی اپنی اس حاضری کی قیمت وصول کرنے کے لئے اور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے کہہ دیتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔ بڑے غور کرنے کی ہے۔ ’’ام کنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ماتعبدون من بعدی قالو انعبد الٰهک واله ابآئک ابراهيم واسمٰعيل واسحٰق الٰها واحدا ونحن له مسلمون (البقرة:۱۳۳)‘‘ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے قرآن مجید کے پڑھنے والو اور سننے والو اور اے ایمان والو! کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں حضرت اسحاق کے بیٹے ہیں جب ان کا آخر وقت آیا تو ایسے موقع پر جمع ہوتے ہیں گھر کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں جو سامنے موجود تھے ان سے کہا: ’’ماتعبدون من بعدی‘‘ میرے بیٹو، میرے پوتو اور میرے نواسو، مجھے یہ بتادو، یہ اطمینان دلادو، قبل اس کے کہ میں دنیا سے رخصت ہوں ’’تعبدون من بعدی‘‘ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔

اب کوئی شخص کہتا کہ ارے یہ پیغمبرزادے ہیں، انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔ ان کے بارے میں ذرا بھی شک نہیں کرنا چاہئے یہ تو پیغمبرزادے ہیں۔ ان کی رگوں میں تو پیغمبروں کا خون ہے۔ اسمٰعیل علیہ السلام کا خون ہے۔ اسحاق علیہ السلام کا خون ہے۔ یعقوب علیہ السلام کا خون ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے اور ان صاحبزادوں کو بھی، ان پیغمبرزادوں کو بھی کہنا چاہئے اور وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ دادا جان، نانا جان آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں آپ کو اس کے پوچھنے کی ضرورت کیا پیش آئی؟ آپ ہمارے بارے میں خطرہ میں ہیں۔ آپ کو ہمارے بارے میں شک

ہے کہ آپ پوچھ رہے ہیں۔ ’’ماتعبدون من بعدی ‘‘تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟‘‘قالوا نعبد الٰهک واله اٰبآئک ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق الٰهاً واحدًا ‘‘ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اور ابراہیم کے معبود کی عبادت کریں گے اور اسماعیل کے معبود کی عبادت کریں گے۔ہم نے دیکھا کیا ہے؟ ہم نے اپنے بزرگوں کو کس کے سامنے سر جھکاتے دیکھا ہے۔ہم نے کس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ڈرتے دیکھا ہے اور کسی سے مانگتے دیکھا ہے۔کیا آپ کو ہمارے ایمان کے بارے میں شک ہے؟ لیکن ’’عشق است ہزار بدگمانی‘‘

آدمی کو جب کوئی چیز پسند ہوتی ہے اور وہ پیاری ہوتی ہے تو اس کے بارے میں شک ہوتا ہے۔اطمینان چاہتا ہے۔میں آپ سے یہ کہتا ہوں اس موقع سے اور اپنی حاضری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور یہ قرآن مجید ہی کا پیغام ہے، میں قرآن مجید کی آیت کی روشنی میں کہہ رہا ہوں آپ کو اپنی آئندہ نسل کی فکر کرنی چاہئے کہ آپ کے یہاں گیارہ بارہ برس قرآن مجید کا درس ہوا اور آپ میں سے بیسیوں اور سینکڑوں آدمی آتے رہے، سنتے رہے، کیا آئندہ بھی ہو سکے گا؟ کیا ہماری اولاد میں بھی قرآن مجید کی یہ قدر رہوگی؟ کیا ان کے اندر ایمان کی یہ روشنی ہوگی؟ کہ اگر قرآن مجید کا یہ ترجمہ وتفسیر اس مسجد میں یا کسی مسجد میں ہو تو اس کے لئے کام چھوڑ کر، تفریح چھوڑ کر، کھانا پینا چھوڑ کر، آرام چھوڑ کر آئیں۔اس کی آپ کو فکر ہونی چاہئے اور اس کا اہتمام ہونا چاہئے۔

اتنا کافی نہیں کہ آپ نے سن لیا۔آپ کے زمانہ میں قرآن مجید کا درس دس بارہ برس تک برابر ہوتا رہا۔اس کی تفسیر بیان ہوتی رہی، آپ آتے رہے، آپ کو آئندہ کے متعلق بھی اطمینان حاصل کرنا چاہئے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اور اس کی شکل یہ ہے کہ کلمہ توحید اور اس کا مطلب اپنے بچوں کے دل میں اتار دیجئے۔ان کے دماغ میں اتار دیجئے، زبان پر ہی نہیں دل ودماغ میں اتار دیجئے اور پھر اس کے بعد ان کی تعلیم کا انتظام کیجئے۔اسلامی مکتب ہوں، دینی مکتب ہوں، دینی مدرسے ہوں، دینی کتابیں ان کے سامنے آئیں اور وہ پڑھیں۔اردو جانتے ہوں پھر اردو میں دینیات کی جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ الحمدللہ! کسی اسلامی زبان سے کم نہیں ہوں گی۔وہ سب کتابیں وہ پڑھ سکیں آپ اپنے ہاں ایسے کتب خانے اور دارالمطالعہ قائم کریں، محلہ محلہ قائم کریں، مسجد مسجد قائم کریں اور ان بچوں کو اس کا شوق دلائیں، بس میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔پہلے میں مبارکباد دیتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کا استحضار ہو۔یعنی اس پر آپ شکر ادا کریں۔محض یہ کافی نہیں کہ آج کچھ لوگ باہر سے آگئے ہیں اور جلسہ میں ان کی تقریریں سنیں گے۔آج قرآن مجید ختم ہوا ہے، اس کی تقریب ہے۔نہیں بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔یہاں سے جانے کے بعد بھی کہ اے اللہ تو نے توفیق دی ہمیں اتنا زندہ رکھا اور ہمیں اس کا موقع دیا کہ ہم نے تیرا کلام، تیرا کلام عالی، تیرا کلام معجز سنا، ہمیں اس کی توفیق ہوئی اور پھر اس کے بعد اپنی آئندہ نسل کی بھی فکر کیجئے کہ یہ سلسلہ جاری رہے اور ان کو بھی توفیق ہو اور ان کو بھی اس کا ذوق ہو۔یہ نہیں کہ وہ جو جدید تعلیم سیکولر تعلیم وایجوکیشن ہے، یہ غیر دینی جو تعلیم دی جارہی ہے پرائمری اسکولوں میں اور پھر اس کے بعد اسکولوں میں اور کالجوں میں اور پھر وہ لٹریچر شائع ہوتا ہے وہ سارا کا سارا بھرا ہوا ہے یا تو اسلام پر حملوں سے یا اگر حملوں سے نہیں تو اسلام کو نظر انداز کرنے سے، اس کی

تحقیر کرنے سے، اس سے استغناء برتنے سے کہ کوئی ضرورت نہیں، یہ زمانہ نہیں ہے اسلام کا، وہ تو بہت پرانے زمانے یعنی چھٹی صدی مسیحی میں آیا تھا۔ تو اس کی آپ کو اپنے بارے میں فکر رکھنی چاہئے۔

آپ کو فرائض کی پابندی، حلال وحرام میں فرق اور قرآن مجید میں جن چیزوں کی فرضیت بیان کی گئی ہے ان کی پابندی اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے خاص طور پر شرک اور شرک کی جو تمام شکلیں ہوسکتی ہیں، مظاہر ہوسکتے ہیں، جیسے غیر اللہ سے مانگنا، غیر اللہ سے اتنا ڈرنا جتنا کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور غیر اللہ کی ایسی تعظیم کرنا جو اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہونی چاہئے اور ان کو اپنا رازق سمجھنا اور ان کو اپنا مشکل کشا سمجھنا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے یہ جائز نہیں اور اس کی بالکل اجازت نہیں اور اس کا کوئی جواز نہیں۔

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہمارے عقائد بھی درست ہوں، اعمال بھی درست ہوں اور یہ سلسلہ قرآن مجید کے سننے کا، ترجمہ کے سننے کا، درس میں شریک ہونے کا، اس کی قدر کرنے کا، اس کی اہمیت سمجھنے کا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا، فخر کرنے کا، یہ آپ میں اور آپ کے بعد کی آئندہ نسلوں میں بھی جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکرانہ اس اللہ تعالیٰ کی نعمت کے لائق عمل بس یہ ہے۔ یہ نہیں کہ بس شریک ہوئے اور اس کے بعد زندگی آزاد گزر رہی ہے۔ وہاں درس میں سنا تھا کچھ، کر رہے ہیں کچھ، وہاں کچھ عقائد بتائے گئے تھے اور کچھ اعمال واخلاق سکھائے گئے تھے، یہ نہیں! بلکہ ہماری زندگیوں کو قرآن مجید کے سانچے میں کم از کم اسلام کے سانچے میں ڈھل جانا چاہئے۔ ہمیں بالکل ایک نیا انسان بن کر نکلنا چاہئے۔ جس کے عقائد بھی درست ہوں جس کے اخلاق بھی درست ہوں جس کی معاشرت بھی درست ہو اور جس کا حال بھی درست ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، آخرت پر یقین رکھنے والا، ثواب کا حریص اور گناہ سے خائف اور اس سے لرزاں وترساں اگر ہو چکا ہے تو اس سے توبہ کریں اور اگر نہیں ہوا ہے تو اس سے خائف رہیں۔ یہ سب قرآن مجید کے درس کی قیمت ہے۔ اگر کہنا صحیح ہو، درس کا احسان ہے، درس کا شکرانہ ہے، یہ سب چیزیں آپ میں پیدا ہونی چاہئے۔ آپ کی زندگی کا سانچہ بدل جانا چاہئے۔ آپ کا کیریکٹر بدل جانا چاہئے۔ آپ کے عقائد قرآن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے ہونا چاہئے۔

میں باوجود اپنی بیماریوں اور اپنی کمزوری کے قرآن مجید کی عظمت کی وجہ سے، اس نسبت کی وجہ سے اور پھر جناب قاری محمد قاسم صاحب، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز کرے، ان سے جو تعلق ہے کہ ہمارے استاذوں کے خاندان سے انہوں نے استفادہ کیا ہے اور وہ بھوپال کے اسی محلہ کے رہنے والے ہیں جس محلہ کے استاذوں سے ہم نے عربی سیکھی اور جن سے پڑھ کر ہم اس قابل ہوئے کہ ہم عربی پڑھ سکیں، بول سکیں اور عربوں سے خطاب کرسکیں تو ان دونوں چیزوں کا خیال کر کے میں حاضر ہوگیا۔ ورنہ حقیقت میں میں اس قابل نہیں تھا کہ لمبا سفر کروں اور کہیں دیر تک بیٹھوں اور زیادہ مجاہدہ کروں۔ اس لئے میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں معذرت کرتا ہوں اور آپ کو پھر مبارک باد دیتا ہوں اور پھر اس کی بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے اور آئندہ بھی جاری رہے اور اپنی نسل کو بھی اس کے لئے تیار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

”وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین“

عید قرباں

مولانا وجدی الحسینی فاضل دیوبند

’’اللہ اکبر • اللہ اکبر • لا الہ الا اللہ واللہ اکبر • اللہ اکبر • وللہ الحمد‘‘

آج یوم عید الاضحیٰ ہے۔ آج عید قرباں کا پر مسرت دن ہے۔ ایک ارب سے زیادہ پیروان اسلام کی خوشی، اور خوشدلی کا دن ہے۔ وہ عید جو شرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ایک عالمگیر رشتۂ اتحاد میں پروئے ہوئے انسانوں کو ایک زبردست بوڑھے پیغمبر کی شان فرمانبرداری اور ایک عظیم نوجوان پیغمبر کی رنگ اطاعت گذاری کا نمونہ پیش کر کے ہم سب کو ایثار وفداکاری، محبت وجاں نثاری اور عزم قربانی کی دعوت دے رہی ہے۔

محترم بزرگو اور ساتھیو! اس مختصری صحبت میں اس اسلامی تہوار میں ملت اسلامیہ کے فرزندوں کو جو سبق دیا گیا ہے، اس پر روشنی ڈالنا ہے اور یہ بتانا ہے کہ دیگر مذاہب وملل کے تہواروں کے مقابلے میں مذہب اسلام نے جو طریقہ اپنایا ہے وہ کس طرح عالم انسانیت کے لئے صحت بخش وبابرکت اور اثر انگیز ہے۔

حضرات! جب ہم اقوام عالم اور مختلف مذاہب کی تعلیمات پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے روشن ہو کر آتی ہے کہ تمام قوتوں کے مصلحوں اور ریفارمروں نے انسانی فطرت کا لحاظ کرتے ہوئے مختلف اوقات میں اجتماعی مسرتوں کے لئے کچھ دنوں کو مقرر فرمایا ہے تاکہ ان دنوں میں ملک وملت کے افراد آپس میں مل جل کر مسرت وانبساط، سرور ونشاط کا شگفتہ دلی کے ساتھ اظہار کر سکیں اور دنیا کے اس ظلمت کدہ میں جہاں ہر طرف غموں اور تکلیفوں کی پرچھائیں چھائی ہوئی ہیں، عیش وخوشی کی یہ چند گھڑیاں قلبی فرحت وسکون اور دلی امن چین کی روشنیاں بکھیر دیں۔

وہ انسان جو فرائض ومصائب کے بوجھ تلے دبے ہوئے کراہ رہے ہیں اور اپنی مشغول زندگی کی معروفیتوں کی وجہ سے تروتازہ اور شگفتہ زندگی کی لذتوں سے محروم ہو کر اوقات بسر کر رہے ہیں ان کے لئے یہ چند دن شگفتگی وتازگی کا پیام لے کر مطلع ہستی پر ضیا بار ہوں تاکہ عالم انسانیت خوشگوار فضاء، تازہ آب وہوا میں سکون واطمینان سے سانس لے سکے اور زندگی کی نئی مسرتوں اور تازہ جولانیوں کا بشاش بشاش انداز میں استقبال کر سکے۔

یہ عید یا تہوار دو طرح کے ہوتے ہیں، کچھ تو ایسے ہیں جن کا تعلق اس ملک کے موسم کی خوشگواری سے وابستہ ہے۔ بہار وبسنت، ساون بھادوں اسی قسم کے تہوار ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کا تعلق مذہبی شخصیتوں اور ان کے عظیم کارناموں سے ہے۔ عید قرباں اسی دوسری قسم کا تہوار ہے۔ عید قرباں ایسے ہی دو عظیم وجلیل پیغمبروں کی یادگار میں منائی جاتی ہے جنہوں نے سارے انسانوں کے لئے محبت والفت، اطاعت واستقامت، جاں نثاری وجانبازی کا عجیب وغریب نمونہ بارگاہ حق جل مجدہ میں پیش کر کے قیامت تک کے لئے ایک زندہ جاوید سبق دیا ہے۔

آیئے! آج سے چار ہزار برس پہلے کی دنیا کی طرف لوٹ چلیں۔ گردش ایام کو پیچھے کی طرف لوٹایئے۔ پچھلی تاریخ کے اس دھندلکے میں ہمارے سامنے تین حیرت ناک منظر اور تین روشن وتابناک تصویریں ابھر رہی ہیں۔ ہم ان سے نظروں کو ہٹانا بھی چاہیں تو نگاہیں تھیں تھتیں اور ان مناظر پر جم کر رہ جاتی ہیں۔

لیجئے! عالم تصور میں عرب کا ریگستان نظر آرہا ہے۔ ریگستان، جنگل بیاباں، نہ آدم نہ آدم زاد کا نشان نہیں نہیں، وہ سامنے ایک اونٹ کچھ سواریوں کے ساتھ آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ چلتے چلتے وہ ایک ٹیلے کے نیچے ٹھہرتا ہے جس کے ہر طرف پہاڑیاں ہی پہاڑیاں ہیں۔ کوسوں آبادی کا نام ونشان نہیں۔ میلوں پانی کا پتہ نہیں۔ بوڑھا سوار اترتا ہے۔ اس کے بعد ایک بزرگ عورت شیرخوار بچے کو گود میں لئے ہوئے اترتی ہے۔ بوڑھا سوار توشہ دان کھجور کا مشکیزہ پانی کا اس بزرگ عورت کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے اور اونٹ پر سوار ہوا چاہتا ہے۔ بزرگ عورت زبانی اشارہ سے پوچھتی ہے کہ ہمیں یہاں کس پر چھوڑ رہے ہو؟

فرط غم سے وہ بوڑھا انسان خاموش تصویر بنا رہتا ہے۔ جب وہ بزرگ عورت ازخود کہتی ہے کہ کیا خدا کے حکم سے چھوڑ رہے ہو؟ بوڑھا انسان سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیتا ہے۔ ہاں! بزرگ عورت کی زبان سے بے ساختہ نکلتا ہے۔ وہ خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ ”حسبنا اللہ ونعم الوکیل“

”اللہ اکبر • اللہ اکبر • لا الہ الا اللہ واللہ اکبر • اللہ اکبر • وللہ الحمد“

یہ بوڑھے انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے جو ملت اسلامیہ کے اصل معمار وموسس تھے۔ یہ بزرگ عورت حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان کی حرم محترم تھیں اور یہ شیرخوار بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے، جو حضور اکرم ﷺ اور عرب کے جد امجد تھے۔ یہ سماں وہ تھا کہ افق عالم پر مذہب اسلام کی صبح نمودار ہورہی تھی۔

دوسرا منظر وہ ہے کہ وہ بوڑھے باپ اپنے ہونہار نوجوان فرزند سے ملنے کے لئے آتے ہیں اور اسی چٹیل میدان، خشک بیابان میں اللہ کے گھر کی بنیاد رکھ دیتے ہیں، اور خدا سے ایک نوجوان اور تازہ دم امت کے لئے اور اس کے عظیم پیغمبر کے لئے دست دعا بلند کئے ہوئے بیت اللہ کی تعمیر کر رہے ہیں۔ ”اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید“

تیسرا سماں دنیا کی تاریخ میں حیرت ناک اور مذاہب کی تاریخ میں نہایت روشن اور تابناک ہے۔ وہ بوڑھا مسافر بڑھاپے کی آخری منزلوں میں ہے۔ وہ بزرگ عورت اس شیرخوار بچے کو بحکم خدا پال پوس کر اور تجی ربانی تربیت کرکے جوانی کی منزل پر پہنچا چکی ہے اور یہ نوجوان فرزند باپ کا پیارا، اور ماں کی آنکھوں کا تارہ بن کر سعادت مندی کے مرحلوں کو طے کر رہا ہے۔ وہ مسافر بوڑھا باپ اس عالم میں کہ اس چٹیل میدان میں زندگی کے آثار نمودار ہوچکے ہیں اور خدا کا گھر انسانوں سے آباد ہوچکا ہے، اپنے ہونہار فرزند کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ مگر مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور ہے۔

جب وہ شیر خوار بچہ جوان ہو کر بوڑھے باپ کا قوت بازو بننے کے لائق ہو چکا ہو اور مستقبل کی توقعات اس سے وابستہ ہونے لگیں: ’’فلما بلغ معه السعی قال یٰبنی انی اری فی المنام انی اذبحک ‘‘جب حضرت اسماعیل علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تو آپ فرماتے ہیں: ’’اے بیٹے! میں خواب میں تجھ کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے دیکھ رہا ہوں۔‘‘

خواب کسی عامی کا نہیں، پیغمبر عظیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے، جو حکم خداوندی کا درجہ رکھتا ہے۔

اللہ اکبر! بوڑھے باپ کی وہ شیریں یادگار جس کو بڑھاپے میں اپنے خدا سے ہزار منت و سماجت دعاؤں سے حاصل کیا، اب جب اس نونہال سے پھل کھانے کا وقت آیا، تو ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں قربان کرو۔ خدا کا سچا عاشق اور سچا دوست جس کا لقب ہی خلیل اللہ ہے بے دھڑک آمادہ قربانی ہے؟

لیکن نوجوان بیٹے کے دل میں کیا کیا امنگیں موجزن ہوں گی۔ کتنے ارمان نوجوان کے قلب میں تڑپ رہے ہوں گے؟ مگر یہ یاد رہے کہ یہ وہ اللہ کے دوست کا لڑکا، بے جھجک زبان مبارک سے یہ پاکیزہ جواب نکلتا ہے۔

’’یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی انشاءاللہ من الصابرین (القرآن الحکیم) ‘‘ابا جان! جو کچھ حکم دیا جا رہا ہے کر گزریئے۔ انشاءاللہ آپ اپنے اسماعیل کو صابروں میں سے پائیں گے۔

یہ تھی ان کی فرمانبرداری جس کو ’’فلما اسلما ‘‘سے قرآن حکیم میں تعبیر کیا جا رہا ہے۔ اب وہ وقت آرہا ہے کہ بوڑھا باپ ہاتھ میں چھری لئے ہوئے، اور نوجوان بیٹا پیشانی کے بل پڑا ہوا سر اطاعت جھکائے ہوئے ہے۔ عالم ملکوت لرزہ براندام ہے، اور فرشتوں کی جماعت اس ہیبت ناک منظر سے ششدر ہے کہ بوڑھے باپ کی چھری اپنے فرزند کے گلے پر چل رہی ہے۔ ’’وناديناه ان يا ابراهيم، قد صدقت الرؤيا انا كذالك نجزی المحسنين ‘‘عالم لاہوت سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ: ’’ہم نے اس کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، اور ہم نے اس ذبح عظیم کا فدیہ دے کر قبولیت کی مہر لگا دی۔‘‘

یہ وہ عظیم الشان امتحان تھا جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ پورے اترے۔ خداوند قدوس کو ان کی یہ فداکارانہ ادائیں اس قدر پسند آئیں کہ قیامت تک کے لئے قربانی کی یادگار قائم کر دی کہ امت محمد رسول اللہ ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہو کر خود کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے اور ضرورت پڑنے پر ہر قسم کی قربانی کے لئے ہمیشہ آمادہ و مستعد رکھے، خواہشات نفسانی کو احکام الٰہی کے مقابلہ میں قربان کر کے عالم انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کا فرض انجام دیتی رہے اور خدا کے وفادار سپاہی کی حیثیت سے دنیا کے میدان میں سرگرم دعوت و محبت رہے۔

’’اللہ اکبر ٭ اللہ اکبر ٭ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ٭ اللہ اکبر ٭ وللہ الحمد‘‘

قربانی کے احکام و مسائل

مولانا عبداللہ معتصم

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن مجید میں سورۂ ''والفجر'' میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق

''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد باآواز بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔ فتویٰ اس پر ہے کہ با جماعت اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں اس طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورت باآواز بلند تکبیر نہ کہے آہستہ سے کہے۔ (شامی)

عیدالاضحیٰ کے دن مذکورہ ذیل امور مسنون ہیں: صبح سویرے اٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستے میں باآواز بلند تکبیر کہنا۔

فضائل قربانی

قربانی کرنا واجب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی کسی سال ترک نہیں فرمائی، جس عمل کو حضور ﷺ نے لگاتار کیا اور کسی سال بھی نہ چھوڑا ہو تو یہ اس عمل کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے قربانی نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی، حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں مثلاً آپ کا یہ ارشاد کہ جو قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے، علاوہ ازیں خود قرآن میں بعض آیات سے بھی قربانی کا وجوب ثابت ہے، جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے وہ قربانی کا انکار کرتے ہیں ان سے جو لوگ متاثر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانہ میں رقم دے دی جائے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے دوسری حقیقت ہے قربانی کی صورت بھی ضروری ہے، اس کی بڑی مصلحتیں ہیں اس کی حقیقت اخلاص ہے۔ آیت قرآنی سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

قربانی کی فضیلت

قربانی کی بڑی فضیلتیں ہیں: مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا قربانی تمہارے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے، اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی کے دن اس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے اس لئے تم قربانی خوش دلی سے کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمۃ الزہراءؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں اس لئے اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں جو اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اس سلسلہ میں جن شرائط و آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے انہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں۔

قربانی کے مسائل

مسئلہ نمبر:۱...... جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر قربانی بھی واجب ہے۔ یعنی قربانی کے تین ایام (۱۰،۱۱،۱۲ ذوالحج) کے دوران اپنی ضرورت سے زائد اتنا حلال مال یا اشیاء جمع ہو جائیں کہ جن کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس پر قربانی لازم ہے، مثلاً رہائشی مکان کے علاوہ کوئی مکان ہو خواہ تجارت کیلئے ہو یا نہ ہو اسی طرح ضروری سواری کے طور پر استعمال ہونے والی گاڑی کے علاوہ گاڑی ہو تو ایسے شخص پر بھی قربانی لازم ہے۔

مسئلہ نمبر:۲...... مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ نمبر:۳...... قربانی کا وقت دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک ہے، بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو جانے کے بعد درست نہیں۔ قربانی کا جانور دن کو ذبح کرنا افضل ہے اگرچہ رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں لیکن افضل بقرعید کا دن پھر گیارہویں اور پھر بارہویں تاریخ ہے۔

مسئلہ نمبر:۴...... شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لئے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھ لینے سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے، دیہات اور گاؤں والے صبح صادق کے بعد فجر کی نماز سے پہلے بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں اگر شہری اپنا جانور قربانی کے لئے دیہات میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی بھی نماز عید سے قبل درست ہے اور ذبح کرانے کے بعد اس کا گوشت منگوا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۵...... اگر مسافر مالدار ہو اور کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، یا بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے، یا کسی نادار آدمی کے پاس بارہویں تاریخ کو غروب شمس سے پہلے اتنا مال

آ جائے کہ صاحب نصاب ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ نیز گر مسافر مالدار ہو دوران سفر قربانی کیلئے رقم بھی ہو اور وہ پندرہ دن سے کم عرصہ کیلئے رہائش پذیر ہونے کے باوجود آسانی قربانی کرسکتا ہو تو قربانی کرلینا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۶ ...... قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ اچھا ہے اگر خود ذبح نہ کرسکتا ہو تو کسی اور سے بھی ذبح کرا سکتا ہے۔ بعض لوگ قصاب سے ذبح کراتے وقت ابتداء خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ لیا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کیلئے یہ ضروری ہے کہ قصاب اور قربانی والے دونوں مستقل طور پر تکبیر پڑھیں، اگر دونوں میں سے ایک نے نہ پڑھی تو قربانی صحیح نہ ہوگی۔ (شامی ۶/۳۳)

مسئلہ نمبر:۷ ...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا ضروری نہیں دل میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۸ ...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اس کو قبلہ رخ لٹائے اور اس کے بعد یہ دعاء پڑھے: ”اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ. اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ“ کہہ کر ذبح کرے۔ (کذا فی سنن ابی داؤد)

ذبح کرنے کے بعد یہ دعاء پڑھے: ”اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ“

مسئلہ نمبر:۹ ...... قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔ اولاد کی طرف سے نہیں۔ اولاد چاہے بالغ ہو یا نابالغ، مالدار ہو یا غیر مالدار۔

مسئلہ نمبر:۱۰ ...... درج ذیل جانوروں کی قربانی ہو سکتی ہے: اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا۔ بکرا، بکری، بھیڑ اور دنبہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب قربانی کی نیت سے شریک ہوں یا عقیقہ کی نیت سے، صرف گوشت کی نیت سے شریک نہ ہوں۔ گائے بھینس اور اونٹ وغیرہ میں سات سے کم افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں اس طور پر کہ مثلاً چار آدمی ہوں تو تین افراد کے دو دو حصے اور ایک کا ایک حصہ ہو جائے نیز اگر پورے جانور کو چار حصوں میں تقسیم کرلیں یہ بھی درست ہے یا یہ کہ دو آدمی موجود ہوں تو نصف نصف بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر کئی افراد مل کر ایک حصہ ایصال ثواب کے طور پر کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے، البتہ ضروری ہے کہ سارے شرکاء اپنی اپنی رقم جمع کر کے ایک شریک کو ہبہ کردیں اور وہ اپنی طرف سے قربانی کردے اس طرح قربانی کا حصہ ایک کی طرف سے ہو جائیگا اور ثواب سب کو ملے گا۔

مسئلہ نمبر:۱۱ ...... اگر قربانی کا جانور اس نیت سے خریدا کہ بعد میں کوئی مل گیا تو شریک کرلوں گا اور بعد میں کسی اور کو قربانی یا عقیقہ کی نیت سے شریک کیا تو قربانی درست ہے اور اگر خریدتے وقت کسی اور کو شریک کرنے کی نیت نہ

تھی بلکہ پورا جانور اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت سے خریدا تھا تو اب اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو کسی اور کو شریک نہیں کر سکتا اور اگر مالدار ہے تو شریک کر سکتا ہے البتہ بہتر نہیں ۔ایک جانور قربانی کرنے کیلئے خریدا، اگر اسکے بدلے دوسرا حیوان دینا چاہے تو جائز ہے مگر یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دوسرا حیوان کم از کم اسی قیمت کا ہو اگر اس سے کم قیمت کا ہو تو زائد رقم اپنے پاس رکھنا جائز نہیں بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے، ہاں اگر زبانی طور پر جانور کو متعین نہ کیا ہو بلکہ یہ ارادہ کیا ہو کہ اگر اچھی قیمت میں فروخت ہو رہا ہو تو فروخت کر دیں گے اس صورت میں اصل قیمت سے زائد رقم اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں ۔مسئلہ نمبر۱۲:قربانی کے جانور میں اگر کئی شرکاء ہیں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کریں ۔

مسئلہ نمبر:۱۳...... بھیڑ بکری جب ایک سال کی ہو جائے، گائے، بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا تو اس کی قربانی جائز ہے اگر اس سے کم ہے تو جائز نہیں ۔ہاں دنبہ اور بھیڑ (نہ کہ بکرا) اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے ۔موجودہ دور میں جانوروں کو تول کر (وزن کر کے) خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے ایسی قربانی بلاشبہ درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۵...... قربانی کا جانور اگر اندھا ہو، یا ایک آنکھ کی ایک تہائی یا اس سے زائد روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا دم ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے ۔گائے اور بھینس کے دو تھن یا بکری کا ایک تھن خشک ہو چکا ہو یا پیدائشی طور پر نہ ہوں تو ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔

مسئلہ نمبر:۱۶...... اسی طرح اگر جانور ایک پاؤں سے لنگڑا ہے یعنی تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھے پاؤں کا سہارا نہیں لیتا تو ایسے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں، ہاں اگر وہ چوتھے پاؤں سے سہارا لیتا ہے لیکن لنگڑا کے چلتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۷...... قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہئے، اگر جانور اس قدر کمزور ہو کہ ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے ۔بعض لوگ موٹا تازہ جانور محض دکھلاوے یا ریاء و نمود کیلئے خریدتے ہیں ایسے لوگ قربانی کے ثواب سے محروم ہوتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ موٹا تازہ جانور تلاش کرتے ہوئے محض ثواب کی نیت کریں ۔

مسئلہ نمبر:۱۸...... اگر کسی جانور کے تمام دانت گر گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر اکثر دانت باقی ہوں کچھ گر گئے ہوں تو قربانی جائز ہے ۔اگر کسی جانور کی عمر پوری ہو اور دانت نہ نکلے ہوں تو بھی قربانی ہو سکتی ہے تاہم اس سلسلہ میں صرف جانوروں کے عام سوداگروں کی بات معتبر نہیں ہی بلکہ یقین سے معلوم ہونا ضروری ہے یا یہ کہ خود گھر میں پالا ہوا جانور ہو تو اس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۹...... جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۰...... اگر کسی جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں اس طور پر کہ دماغ اس سے متاثر ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں اور اگر معمولی ٹوٹے ہوں یا سرے سے سینگ ہی نہ ہوں جیسے اونٹ تو بلا کراہت جائز ہے۔ اسی طرح گائے بکری وغیرہ کے اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۱...... خارش زدہ جانور کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر خارش کی وجہ سے بے حد کمزور ہو گیا ہو تو پھر جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر:۲۲...... اگر قربانی کے جانور میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوا جس کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہ ہو تو مالدار شخص کیلئے یہ ضروری ہے کہ دوسرا جانور اس کے بدلے خرید کر قربانی کرے، غریب ہے تو اسی جانور کی قربانی کرسکتا ہے۔ اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کیلئے گراتے ہوئے کوئی عیب پیدا ہو جائے مثلاً ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سینگ وغیرہ ٹوٹ جائے تو اس سے قربانی پر اثر نہیں پڑے گا البتہ جانور کو گراتے وقت احتیاط کرنا چاہئے۔

مسئلہ نمبر:۲۳...... قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لئے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتہ داروں کو دے، اور ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے، لیکن اگر سارے کا سارا اپنے لئے رکھے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۴...... قربانی کی کھال کسی کو خیرات کے طور پر دے یا فروخت کر کے اس کی قیمت فقراء کو دے۔ البتہ اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دے دے تو سب سے بہتر ہے کیونکہ علم دین کا احیاء سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۵...... قربانی کی کھال کو اپنے مصرف میں بھی لایا جا سکتا ہے اس طور پر کہ اس کا عین باقی رہے مثلاً مصلی بنائے یا ڈری یا چھلنی بنائے تو درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۶...... قربانی کی کھال کی قیمت مسجد کی مرمت یا امام و موذن یا مدرس یا خادم کی تنخواہ میں نہیں دی جا سکتی نہ اس سے مدارس کی تعمیر ہو سکتی ہے اور نہ شفا خانوں یا دیگر رفاہی اداروں کی۔

مسئلہ نمبر:۲۷...... قربانی کی کھال قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ اگر کسی کی قربانی کی کھال چوری ہو گئی یا چھن گئی تو اسے چاہئے کہ وہ کھال کی رقم صدقہ کر دے اگر استطاعت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں قربانی پر فرق نہیں پڑے گا۔

مسئلہ نمبر:۲۸...... اگر قربانی کے تین دن گزر گئے اور قربانی نہیں کی تو اب ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے، اور اگر جانور خریدا تھا مگر قربانی نہیں کی، تو بعینہ وہی جانور خیرات کر دے۔

مسئلہ نمبر:۲۹...... ایصال ثواب کے لئے قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۳۰...... اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم و اجازت کے بغیر قربانی میں شریک کیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر حصہ داروں میں سے کوئی ایک صرف گوشت کی نیت سے شریک ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر:۳۱...... قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتا ہے البتہ کسی کو اجرت میں نہیں دے سکتا۔

مسئلہ نمبر:۳۲...... گابھن جانور کی قربانی صحیح ہے اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔ اور گوشت آپس میں تقسیم کرنے کی بجائے صدقہ کر دیا جائے۔ قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دودھ دوھنا درست نہیں ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو اسے صدقہ کرے اگر بیچ دیا تو اس کی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع ۵/۸۷)

مسئلہ نمبر:۳۳...... جو شخص قربانی کرنا چاہے اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کا جانور ذبح ہونے تک نہ اپنے جسم کے بال کاٹے اور نہ ناخن۔ (ابوداؤد)

البتہ اگر زیر ناف اور بغل کے بالوں پر چالیس روز کا عرصہ گزر چکا ہو تو ان بالوں کی صفائی کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۳۴...... قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ تک بھی رکھ سکتا ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر:۳۵...... جانور ذبح کرنے کیلئے چھری خوب تیز ہونی چاہئے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر:۳۶...... اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت سارا کا سارا کسی اور کو کھلا دے خود کچھ بھی نہ کھائے تو ایسا کر سکتا ہے۔ (کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر:۳۷...... خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے کیونکہ اس میں دوسرے کی بہ نسبت گوشت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۳۸...... ذبح کرتے وقت تکبیر کے علاوہ کچھ اور نہیں کہنا چاہئے، مثلاً باسم اللہ تقبل من فلان!

(کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر:۳۹...... اگر کسی نے قربانی کی نذر مانی اور وہ کام ہو جائے تو قربانی واجب ہے اس کے گوشت سے خود نہیں کھا سکتا سارا فقراء اور مساکین کو کھلا دے۔

مسئلہ نمبر:۴۰...... اگر کسی شخص کی ساری یا اکثر آمدنی حرام کی ہو تو اس کو اپنے ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہئے۔ اگر شریک کیا تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ایسا شخص جس کی ساری کمائی حرام کی ہو اس پر قربانی لازم نہیں کیونکہ اس کا سارا مال واجب التصدق (بلا نیت ثواب صدقہ کرنا ضروری) ہے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام مال سے کسی کا صدقہ قبول نہیں فرماتے بلکہ وہاں صرف پاکیزہ مال سے کیا ہوا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۴۱...... بکری کے علاوہ دوسرے کسی جانور میں تمام شرکاء اپنا اپنا حصہ تقسیم کئے بغیر فقراء کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ البتہ اگر نذر کی قربانی ہو یا مرحوم کی وصیت کے تحت قربانی کر رہے ہیں تو پھر تقسیم سے پہلے کسی فقیر کو دینا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر:۴۲...... کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا ضروری ہے، خود کچھ بھی نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قربانی کی روح اور حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ ظاہری قربانی حقیقی قربانی کیلئے پیش خیمہ ہو اور ہم اس ظاہری و مادی قربانی کی طرح اللہ کے حکم پر اپنی جان کی قربانی کے لئے بھی ہمیشہ تیار رہیں۔

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء ...... اور تاریخی فیصلہ

مولانا محمد اقبال

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے دن کو ہماری قومی وملی تاریخ میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ دن مسلمانوں کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک ایسا گروہ جس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس دن اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ پر وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ جمہوری اور پارلیمانی بنیاد پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ کیا۔

سب سے پہلے مفکر پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اگرچہ محتاط مطالبہ کیا تھا۔ تاہم عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانی فتنہ کے مضمرات کے حوالے سے علامہ اقبال مرحوم کے بلند پایہ افکار ونظریات گواہ ہیں کہ انہوں نے قادیانیت کے خاتمہ کے لئے وہی حل تجویز فرمایا تھا جو آج سے پندرہ سو برس پہلے اسلام نے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لئے پیش کیا تھا۔ قادیانی فتنہ کا خاتمہ دینی ضوابط، شرعی اصولوں اور علامہ اقبالؒ کے فکری تقاضوں کے تحت ہی ممکن ہے۔

الگ امت

۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کا یادگار فیصلہ اپنے پیچھے مسلمانوں کی طویل جدوجہد کا حامل ہے۔ قادیانیوں کو ان کے مذہبی، دینی اور معاشرتی تشخص کی بنا پر مسلمانوں سے الگ قوم قرار دینا ضروری تھا۔ قادیانیوں کے مخصوص مذہبی عقائد، قول وفعل اور طرز عمل نے ثابت کر دکھایا کہ وہ بہر طور مسلمانوں سے علیحدہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت اور ان کے مختلف نوع کے دعاوی پر ایمان ویقین رکھنے کے بعد وہ ایک ایسی امت کا درجہ رکھتے ہیں جن کا ملت اسلامیہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا۔ الگ دین، الگ مذہب، الگ معاشرت اور الگ پیغمبر پر ایمان کے بعد قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں سے نکال کر اپنے مذہب کا تحفظ اور پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت وناموس کا دفاع کرنا مسلمانوں کا دینی، شرعی، اخلاقی اور قانونی حق تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ایک طویل پر امن تحریک کے ذریعہ اپنا اصولی حق حاصل کیا۔ قادیانیت کا احتساب اس لئے بھی ضروری تھا کہ انہوں نے نہ صرف اسلام کا لیبل استعمال کیا بلکہ مخصوص مقدس شعائر اسلامی کو اختیار کر کے اہانت اسلام کا ارتکاب کیا اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ بھی ڈالا۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کا سانحہ

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ سیر وتفریح کی غرض سے بذریعہ ٹرین چناب ایکسپریس براستہ چناب نگر (ربوہ) سے گزرا۔ بعض قادیانیوں نے انہیں قادیانیت کی تبلیغ اور دعوت کے حوالے سے

لٹریچر دیا۔ جس پر باہمی تو تکار اور تصادم کی نوبت آئی۔ قادیانی جماعت نے ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو طلباء کی واپسی پر انہیں سبق سکھانے کے لئے عملاً دہشت گردی کرنے کی پیشگی منصوبہ بندی کی۔ تین ہزار کے قریب خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے قادیانی جماعت کی ذیلی تنظیموں کے سربراہوں کی موجودگی میں پہلے طلباء کی مخصوص بوگی کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ بعد ازاں ان کے ڈبے کو گھیرے میں لے کر طلباء پر وحشیانہ تشدد کیا۔ اس تمام کارروائی کی نگرانی مرزا طاہر احمد نے کی۔ اس دوران وہ احمدیت زندہ باد، محمدیت مردہ باد کے نعرے لگا کر اور بھنگڑا ڈال کر اپنی فتح کا جشن مناتے رہے۔

تحریک ختم نبوت کے رہنما مولانا تاج محمودؒ کو اس سانحہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے آغا شورش کاشمیریؒ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر سید محمد یوسف بنوریؒ کو بذریعہ ٹیلی فون مطلع کیا۔ جبکہ مولانا کے معتمد ساتھی مولوی فقیر محمد نے مقامی انتظامیہ، پریس، تاجر، علماء، وکلاء اور طلباء کو مطلع کیا۔ ٹرین کے فیصل آباد پہنچنے سے پہلے مسلمانوں کا اچھا خاصا ہجوم جمع ہو گیا۔ زخمی طلباء کی حالت زار دیکھ کر مسلمانوں کے دل بھر آئے۔ ابتدائی طبی امداد، علاج معالجہ اور تواضع کے بعد طلباء کو ائرکنڈیشن بوگی میں منتقل کیا گیا۔ تحریک کے قائد مولانا تاج محمودؒ نے طلباء اور مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم اپنے جگر کے ٹکڑوں کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ طلباء کے خون کا حساب لیا جائے گا۔

چناب ایکسپریس تقریباً چار گھنٹے تاخیر سے روانہ ہوئی تو طلباء کو عقیدت وافتخار اور ایسے والہانہ انداز میں رخصت کیا گیا۔ جسے وہ مدتوں یاد رکھیں گے۔ زرعی یونیورسٹی کے طلباء کی آمد نے ماحول کو اور زیادہ پر جوش بنا دیا تھا۔ روانگی کے لئے ٹرین کی حرکت کے ساتھ ہی پلیٹ فارم پر تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد۔ محمدیت زندہ باد۔ مجاہد طلباء زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ دوسرے روز اخبارات نے "سانحہ چناب نگر" کو شہ سرخیوں اور زخمی طلباء کی تصویروں کے ساتھ شائع کیا۔ تو پورا ملک سراپا احتجاج بن گیا۔ اس واقعہ کے بعد اس تحریک کا آغاز ہوا جس کے نتیجہ میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

پرامن تحریک کا آغاز

اس دلخراش سانحہ کے بعد مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے قادیانیوں کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان کیا۔ آل پارٹیز مجلس عمل میں شامل قائدین اور رہنماؤں نے بہترین حکمت عملی، منصوبہ بندی سے پرامن تحریک چلانے کا فیصلہ کیا۔

مجلس عمل کا پہلا اجلاس ۹ جون کو شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ہوا۔ جس میں تمام دینی سیاسی جماعتوں کے قائدین اور نمائندوں نے شرکت کی۔ ۲۹ مئی کے واقعہ کی تحقیقات کے لئے جسٹس صمدانی کی سربراہی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا۔ جس نے ایک سو بارہ صفحات پر مشتمل حتمی رپورٹ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر حنیف رامے کو پیش کر دی۔ مجلس عمل نے مطالبات تسلیم کروانے کے لئے ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو ملک گیر ہڑتال کا اعلان کیا اور مسلمانوں سے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی گئی۔

ہڑتال کامیاب رہی جبکہ قادیانیوں سے متعلق سوشل بائیکاٹ کا ہتھیار کارگر ثابت ہوا۔ پورے ملک میں جلسے جلوسوں کی لہر اور اتحاد بین المسلمین کے عملی مظاہروں نے حکومت کو قادیانی مسئلہ پر سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کردیا۔ پرامن تحریک کے لئے باقاعدہ متحدہ مجلس عمل کا انتخاب عمل میں آیا۔

تاریخی فیصلہ

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے قادیانیوں کے غیرمسلم اقلیت قرار دینے سے قبل بہتر حکمت عملی، دوراندیشی اور اعلیٰ تدبر کا مظاہرہ کیا۔ قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت کے دونوں گروپوں (ربوہ گروپ) لاہوری گروپ کو اپنے عقائد، جماعتی مؤقف پیش کرنے کو کہا گیا۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ روز جرح کی۔ مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا ظفر احمد انصاریؒ، مولانا عبدالحکیم، مولانا عبدالحق، چوہدری ظہور الٰہی مرحوم نے پوری تندہی، جانفشانی سے قومی اسمبلی میں قادیانیت کو اس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔

بیرونی دباؤ کے باوجود سابق وزیراعظم نے قادیانی مسئلہ کو آئینی جمہوری پارلیمانی بنیادوں پر حل کرنے کے عزم کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ جات، الہامات، نظریات، پیش گوئیاں، مذہبی عقائد، تنسیخ جہاد، کے خلاف فتویٰ جات کے علاوہ عام مسلمانوں کے بارے میں مکروہ عقائد منظر عام پر آئے تو قادیانیت کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی۔

قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دینے کی تاریخی قرارداد مولانا شاہ احمد نورانیؒ کو پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جسے قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کرلیا۔ ساتھ ہی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں اس قرارداد کی توثیق بھی ہوگئی۔

اس طرح مسلمانوں کی نوے سالہ جدوجہد رنگ لائی۔ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے خواب اور علامہ اقبالؒ کے مطالبہ کی تکمیل ہوئی۔

موت اور آخرت کی تیاری

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ہوشیار اور توانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لئے یعنی آخرت کی نجات وکامیابی کے لئے عمل کرے اور نادان وناتواں وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو اپنی خواہشات نفس کے تابع کردے اور بجائے احکام خداوندی کے اپنے نفس کے تقاضوں پر چلتا رہے اور پھر بھی اللہ رب العزت سے امیدیں باندھے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

مولانا ہارون الرشید رشیدی کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا ہارون الرشید رشیدی نے جناب امام الدین عرف امام خان میواتی کے گھر آنکھ کھولی۔ ان دنوں آپ کے والد محترم چک نمبر ۹/۱۲ ایم بی جوہر آباد ضلع خوشاب میں قیام پذیر تھے۔ مرحوم نے جامعہ الیاسیہ جوہر آباد میں قرآن پاک حفظ کیا اور گردان جامعہ مصباح العلوم جوہر آباد میں کی۔ ابتدائی کتب مدرسہ عربیہ خیر العلوم چیچہ وطنی میں پڑھیں۔ درجہ رابعہ تک جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں تعلیم حاصل کی۔ مشکوٰۃ شریف مولانا سید امیر حسین گیلانیؒ کے مدرسہ جامعہ مدنیہ اوکاڑہ میں مولانا مفتی عطاء اللہ سے پڑھی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور سے ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء میں کیا۔ حدیث پاک کے اساتذہ کرام میں مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ، مولانا عبدالرحمان اشرفیؒ، مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ، مولانا عبیداللہ اشرفی مدظلہ، مولانا محمد یعقوب، مولانا نور محمدؒ کے نام نمایاں ہیں۔

دورہ حدیث شریف سے فراغت کے بعد مولانا قاری محمد ابراہیم کی نگرانی میں ۱۹۸۸ء تک تدریس علوم اسلامیہ کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۸۷ء سے ۲۰۱۵ء تک جامعہ مسجد فاروق اعظم چیچہ وطنی میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے رہے۔ ۱۹/رجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۹۰ء دارالعلوم ربیعہ کے نام سے چیچہ وطنی میں مدرسہ قائم کیا۔ جبکہ ۲۰۰۰ء میں جامعہ خیر اللبنات کے نام سے بچیوں کے لئے درسگاہ قائم کی۔ جہاں دورہ حدیث شریف تک تعلیم دیتے رہے اور بخاری شریف کے اسباق خود پڑھاتے۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قاری محمد ابراہیم مفید اور پروفیسر مسعود الحسن رشیدی کی معیت میں گرفتاری پیش کی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء میں چیچہ وطنی میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت تھی۔ جبکہ ہمارے جیسے خوردوں کے ساتھ بھی محبت فرماتے۔ ان کی دو ہی جماعتیں تھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام۔

دارالعلوم ربیعہ، جامعہ خیر اللبنات، جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ اور جامع مسجد فاروق اعظم کی تعمیر جدید، ان کی حسین یادگاریں ہیں۔ ۳۸ سال تک قرآن پاک تراویح میں سنایا اور قرآن پاک کا خلاصہ بیان کرتے رہے۔ نیز نوافل میں بھی قرآن پاک پڑھنے اور سنانے کا معمول رہا۔ آپ کی شادی خانہ آبادی گوجرانوالہ کے مولانا محمد سلیمان کے گھر ہوئی۔ جن کے بطن سے چھ بیٹیاں ہوئیں۔ تمام بیٹیوں کو قرآن پاک حفظ اور دینی تعلیم دلائی۔

شوگر کے مریض تھے۔ ۲۰۱۴ء میں شوگر کا اٹیک گردوں پر ہوا۔ علاج معالجہ جاری رہا۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ ۱۸/رمضان ۱۴۳۶ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۱۵ء صبح آٹھ بجے جان جان آفریں کے سپرد کی۔ شام ۶ بجے چیچہ وطنی میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا مفتی سعید حسن دہلوی نے کرائی۔ چیچہ وطنی کے جنازوں میں بڑا اور مثالی جنازہ تھا۔ جس میں تمام مسالک کے علماء کرام سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اللہ پاک مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔

ایک تحریری علمی مناظرہ

قسط نمبر:1

حضرت مولانا بلال احمد دہلوی

حرف آغاز

ظفر علی خاں صاحب ایڈووکیٹ (مرحوم) کے مکان واقع گارڈن ایسٹ (کراچی) پر ہر اتوار صبح ۹ بجے درس قرآن ہوتا تھا۔ اس مجلس میں ہر قسم کے لوگ شریک ہوتے جن میں ایک صاحب مرزائی بھی شریک ہوتے۔ یہ صاحب درس میں کبھی کبھی سوال بھی کرتے تھے۔ سوال کا انداز بظاہر سمجھنے کا ہوتا۔ لیکن حقیقت میں وہ اس انداز سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنے دین مرزائی کی تبلیغ کرنا چاہتے تھے۔ درس کے ایک اور صاحب سے انہوں نے اپنے مشن کے انداز میں گفتگو کی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ میں ان کو متاثر کر کے اپنے دین مرزائی کی دعوت دوں گا۔ اس مقصد کے لئے کئی بار اپنے گھر بلایا اور مختلف انداز سے اپنے دین مرزائی کی تبلیغ کی۔ لیکن یہ صاحب ان کے دام فریب میں نہ آئے اور جب ان کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے تو ان میں جہنم کے دائمی ہونے کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا۔ اس مسئلہ میں مرزائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جہنم کا وجود دائمی نہیں ہے۔ کچھ عرصہ بعد بلاتفریق مسلمان وکافر تمام انسان جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور بعد میں جہنم کو ختم کر دیا جائے گا۔ ان صاحب نے اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اس پر ان صاحب نے ایک مراسلہ بنام ”عذاب جہنم دائمی نہیں ہے۔“ لکھا جس میں چند قرآنی آیات اور احادیث سے یہ ثابت کیا گیا تھا کہ عذاب جہنم دائمی نہیں ہے اور آخر میں علماء کو چیلنج کیا تھا کہ اس کا جواب دیں۔ چنانچہ ان صاحب نے وہ مراسلہ درس کے بعد ہمیں پیش کیا اور خواہش ظاہر کی کہ اس کا مدلل جواب دیا جائے۔ ہم نے بتوفیق الٰہی اس کا مدلل جواب لکھا۔ یہ مرزائی صاحب اس جواب سے متاثر ہوئے اور اپنے مرکز ربوہ (چناب نگر) کا سہارا لے کر اس کو ربوہ بھیجا۔ کچھ دنوں بعد ربوہ کے عبدالحمید صاحب نے ۹ صفحات پر مشتمل جواب الجواب لکھا اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کیا کہ جن صاحب نے یہ جواب لکھا ہے ان کا نام وپتہ تحریر کیا جائے۔ تاکہ ربوہ کے دو رسالوں الفرقان اور الفضل میں شائع کروایا جائے۔ ہم نے ان کے اس مطالبے کو پورا نہیں کیا۔ اس لئے اس کی کوئی ضمانت نہیں دی تھی کہ وہ ہماری تحریر کو دیانتداری سے شائع کریں گے۔

اس تمام روداد سے یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ فرقہ اپنے باطل عقائد کی اشاعت کے لئے کس قدر چال بازی سے کام لے کر مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نہ صرف نبوت کا دعویٰ کر کے نبی بن بیٹھے بلکہ پورے دین اسلام کو مسخ کر کے ایک الگ دین قائم کیا۔ اگر مرزا قادیانی کی پوری زندگی کا جائزہ لیا جائے تو یہ دعویٰ صحیح ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی انگریز حکومت کے پروردہ دشمن اسلام عنصر تھے۔ جن کی مکمل طور پر

برٹش حکومت نے پرورش کی تھی اور مرزا قادیانی نے بھی اپنے گورے آقا کی خوب مدح سرائی فرمائی۔ مولانا ظفر علی خاں نے کیا خوب کہا ہے۔

نبوت بخشی انگریز نے یہ پودا اسی کا ہے خود کاشتہ

اور یہاں تک حق وفاداری ادا کیا کہ برٹش حکومت کی اطاعت کو فرض عین قرار دیا اور حکومت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جہاد جیسے اہم فریضہ کو منسوخ قرار دیا اور اپنی نبوت کو منوانے کے لئے یہاں تک زور لگایا کہ جو شخص مجھ پر ایمان نہیں لائے گا وہ کافر ہے اور خنزیر کی اولاد ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس کا تاریخی ثبوت یہ ہے کہ جب قائداعظم کی نماز جنازہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھائی تو اس وقت چوہدری سرظفر اللہ قادیانی الگ ہٹ کر کھڑے ہوگئے۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو ظفر اللہ نے جواب دیا ہمارے ہاں غیر احمدی لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسلام آخری مذہب ہے جو تمام دنیا کے انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے اور آخرت میں راہ نجات ہے اور جو اس کو قبول نہیں کرے گا قرآن نے اس کو کافر قرار دیا اور عذاب جہنم کو اس کے لئے دائمی قرار دیا۔ اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: ''ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وهو فی الاٰخرة من الخسرین (آل عمران:۸۵)'' ﴿اور جو اسلام کے علاوہ اور کوئی دین پسند کرے گا۔ پس اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں سے ہوگا۔﴾

اسی آرزو کی دعا حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ نے اس طرح کی۔

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو مٹادیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

قرآن پاک کے اس دعوے کے مطابق مرزا قادیانی کے آقا انگریز قوم دائمی جہنم کی مستحق قرار دی گئی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اپنے آقا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عذاب جہنم کے دائمی ہونے کا انکار کر کے حق وفاداری ادا کیا اور جہنم کو ماں کے پیٹ سے تشبیہ دے کر جہنم کی اصل حقیقت ختم کر دی۔

مرزا قادیانی کی انہی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے جو اسلام کے خلاف عرصہ دراز سے مسلمانوں میں زہر گھول رہی تھیں۔ علماء اسلام نے ان کا ہر طرح اور ہر موڑ پر مقابلہ کیا اور ان کے باطل عقائد کو مسلمانوں کے سامنے طشت ازبام کیا۔ یہاں تک کہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کا وہ مبارک دن آیا۔ جس میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے تاریخ ساز فیصلہ کیا اور اس فرقہ کو عالم اسلام کی برادری سے خارج کر کے ان پر کفر کی ابدی مہر ثبت کر دی۔ اسی طرح اس مملکت خداداد پاکستان میں ۲۶ سال بعد پہلی بار ختم نبوت کو دستوری تحفظ حاصل ہوا۔ اگرچہ اس تاریخ ساز فیصلہ کا سہرا وزیراعظم مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے سر رہا۔ لیکن یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ دستوری کامیابی دراصل اس ۹۰ سالہ زبردست جدوجہد کا نتیجہ تھی۔ جس کے لئے علماء کرام نے تن من کی بازی لگائی اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تقریباً لاکھوں صفحات پر مشتمل لٹریچر شائع ہوا۔ ہزاروں کی تعداد میں فدایان ختم نبوت نے جام

شہادت نوش کیا۔لاکھوں کی تعداد میں عاشقان رسول نے قید وبند کی مشکلات برداشت کیں اور مخیر اور مخلص حضرات نے بے حساب دولت ختم نبوت کے تحفظ پر نثار کی۔پاکستان کے قیام کا منشا بھی یہی تھا کہ یہاں کتاب وسنت کا نظام قائم ہو۔اسی عظیم مقصد کے لئے یہ مملکت خداداد رمضان مبارک کی ۲۷ویں شب شب قدر میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی۔یہ ایسی مبارک ساعت کی برکت کا نتیجہ تھا کہ پاکستانی قوم نے دو مرتبہ فقید المثال اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ایک وطن کا دفاع جو ۶رستمبر ۱۹۶۵ء میں کیا۔دوسرا ختم نبوت کا دفاع جو اسی ماہ ستمبر کی ۷؍تاریخ ۱۹۷۴ء میں ہوا۔ان دونوں موقعوں پر پوری قوم نے جس اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا۔اس کی مثال تاریخ میں نہیں ہے۔

جس وقت پوری قوم ختم نبوت کے تحفظ میں برسرپیکار تھی۔اس وقت قوم کا ہر فرد اپنے اپنے انداز سے اس فرقہ کے گمراہ عقائد کو قوم کے سامنے طشت ازبام کر رہا تھا۔تو اس وقت اس جہاد کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہم نے یہ تحریری مناظرہ جو ربوہ مرکز سے ہمارے درمیان ہوا تھا اس کو شائع کر رہے ہیں۔تاکہ عام مسلمانوں کو یہ اندازہ ہوسکے کہ اس گمراہ فرقہ نے نہ صرف ختم نبوت کا انکار کیا۔بلکہ اسلام کے بنیادی اصول میں تحریف کر کے اسلام کے خلاف ایک نیا دین قائم کر دیا۔

پہلا مراسلہ

صاحب مراسلہ نے ’’عذاب جہنم دائمی نہیں ہے‘‘ کے زیر عنوان چند آیات اور ایک غریب حدیث پیش کر کے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔اس طرح امت کے اجماعی مسئلہ کو مختلف فیہ بنا کر اسلام میں اختلاف پیدا کیا ہے۔حالانکہ عہد نبوت سے لے کر آج تک جمہور امت کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ جس طرح جنت دائم الوجود ہے۔اسی طرح جہنم بھی دائم الوجود ہے۔اس سے قبل کہ ہم ان دلائل کا جواب لکھیں۔ضروری ہے کہ چند اصولی ضابطے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔تاکہ ان کی روشنی میں ہمارے دلائل کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

تمام اسلامی فرقوں میں یہ اصول تسلیم کیا جاتا ہے کہ عقائد کے اثبات کے لئے نص قطعی ہونا ضروری ہے۔ جس کی بنیاد آیات محکمات واحادیث مشہورہ ومتواترہ پر قائم ہو۔ان کے مقابلہ پر دلیل ظنی یا خفی یا قیاس ومیلان یا اخبار احاد وغیرہ کو عقائد کے اثبات کے لئے ناقابل یقین حجت سمجھا جاتا ہے۔عقائد میں توحید ورسالت، مبداء ومعاد، عذاب وثواب، جنت ودوزخ اور عذاب قبر وغیرہ دین اسلام کے اصل ستون سمجھے جاتے ہیں۔جن پر پورے دین کی بنیاد قائم ہے۔اگر فقہاء عقائد میں اتنی شدت اختیار نہ کرتے تو لوگ اپنے قیاس ومیلان اور وہمی دلائل کا سہارا لے کر اسلامی عقائد کو مسخ کر دیتے اور اسلام بھی عیسائی مذہب کے عقیدۂ تثلیث کی بھول بھلیوں میں گم ہو کر رہ جاتا۔

اب آپ عذاب جہنم پر غور کریں تو یقیناً عذاب جہنم کا دائمی ہونا بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔جس کی بنیاد دلیل قطعی اور نص شرعی پر قائم ہے۔اس کے مقابلہ پر عذاب جہنم کے دائمی ہونے کا انکار کرنا اور قیاس ومیلان کی بنیاد پر بحث وتنقید کرنا عقیدہ اسلامی کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔لیکن صاحب مراسلہ کی تحریر سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ صاحب اپنے دعوے پر مصر ہیں اور عذاب جہنم اور وجود جہنم کے دائمی ہونے سے انکار کر رہے

ہیں اور اپنے اس عقیدے کو دوسروں کے سر بھی تھوپنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان کے دلائل کا جواب دیا جائے۔ ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ واضح آیات سے جو استدلال کیا ہے وہ خالص عقل کی بنیاد پر کیا ہے۔ جو یقیناً باعث حیرت ہے۔

قرآن پاک سمجھنے کے چند اصول

علماء تفسیر نے قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے یہ اصول وضع کئے ہیں جو شخص قرآن پاک سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو چاہئے کہ وہ پورے یقین کے ساتھ قرآن پاک کو سرچشمہ ہدایت سمجھے اور اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرلے کہ میں قرآن سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر کوئی آیت یا حکم بظاہر اس کی سمجھ میں نہ آئے تو اس میں غلط تاویل کر کے اس آیت کی حقیقت کو تبدیل کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس طرح قرآن ایسے لوگوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ نہیں بنتا ہے۔ قرآن پاک میں اسی حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے: ''یضل به کثیراً ویهدی به کثیراً وما یضل به الا الفسقین (البقرۃ:۲۶)'' ﴿اس سے (یعنی قرآن سے) بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور اس سے نافرمان لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔﴾

اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ نافرمان کون ہیں؟ جو لوگ قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس سے ان کو ہدایت نہیں ملتی ہے۔ دوسری اصل یہ لکھی ہے کہ قرآن پاک سمجھنے میں اپنی عقل کو قرآن پاک کے تابع بنائے۔ اگر کسی آیت کے معنی اس کی سمجھ میں نہیں آتے ہیں تو اس کو اپنی عقل وسمجھ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرے۔ بلکہ اس آیت کے جو بھی معنی ہیں اس پر ایمان لے آئے۔ اسی طریقہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ''والراسخون فی العلم یقولون آمنا به (آل عمران:۷)'' ﴿اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے۔﴾

قرآن پاک میں کچھ آیات محکمات ہیں اور کچھ متشابہات ہیں۔ محکمات وہ آیات ہیں جن کا سمجھنا انسانی عقل کے لئے آسان ہے اور متشابہات وہ آیات ہیں جن تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ نے اہل علم اور عقل کے پرستار لوگوں کی آزمائش کے لئے نازل کی ہیں۔ تاکہ یہ لوگ اللہ جل شانہ کے علم کے مقابلہ پر اپنے عجز وانکسار کا اعتراف کریں۔ لیکن جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ ایسی آیات میں غور کر کے ہدایت سے ہٹ جاتے ہیں۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ کلام الٰہی کو سمجھنے کے لئے اگر انسانی عقل ہی کافی ہوتی تو پھر انبیاء علیہم السلام کے بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کتاب کے ساتھ رسول کا آنا اس بات کی کھلی دلیل تھی کہ قرآن پاک بغیر رسول کے مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آسکتا اور انبیاء اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ منصب اس لئے عطاء فرمایا کہ ان حضرات کی ہر وقت مدد تائید الٰہی اور وحی الٰہی سے کی جاتی ہے۔ اس بنیاد پر ان حضرات کا ہر فیصلہ اور ہر بات حق پر مبنی ہوتی ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر علماء تفسیر نے یہ اصل وضع کی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تفسیر بالنقل کی جائے اور تفسیر بالرائے کو اس وقت اختیار کرے۔ جب کہ وہ

اصول دین کے خلاف نہ ہو اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہ ہو۔ صاحب مراسلہ نے اپنے دعوے کو آیات اور احادیث سے ثابت کرنے میں ان اصول کی بالکل رعایت نہیں کی ہے۔ بلکہ آیت سے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اپنی رائے اور قیاس و میلان کو مقدم رکھا ہے۔ چنانچہ مراسلہ کی ابتداء کرتے ہوئے لکھتے ہیں:"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذٰریٰت:۵۶)"﴿میں نے جن وانس کو صرف اس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بن جائیں۔﴾

آیت سے غلط استدلال

جب انسان کو پیدا ہی اس غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عبد بنے تو اگر وہ دائمی طور پر دوزخ میں ہی رکھا جائے تو وہ اس غرض کو پورا نہیں کر سکتا اور پیدائش عالم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بنیں۔ لیکن یہ تسلیم کیا جائے کہ ایک طبقہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا اور کبھی اس سے باہر نہیں نکلے گا۔ تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا تھا وہ غرض پوری نہیں ہوئی اور نعوذ باللہ خدا بھی اپنے ارادے و مقصد میں کامیاب نہ ہوگا۔

آیت کا صحیح مفہوم

صاحب مراسلہ نے اپنے دعوے کے اثبات کے لئے جو آیت پیش کر کے اس سے استدلال کیا ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ آیت کا مختصر صحیح مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص نظام تشریعی کے تحت تمام جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا نہیں کرتا ہے تو یہ مجرم سمجھا جائے گا۔ اسلامی نظام کے تحت اس پر سزا دی جائے گی اور مزید آخرت میں بھی اس کو عذاب ہوگا۔ اگر وہ دنیا میں تائب ہو جاتا ہے تو سزا ختم ہو جائے گی اور اگر آخر وقت تک تو بہ پر قائم رہتا ہے تو آخرت میں بھی سزا معاف ہو جائے گی۔ ورنہ محدود وقت تک سزا دے کر اللہ اس کے گناہ کو معاف فرمادیں گے اور جنت میں داخل کر دیں گے۔ یہ معاملہ صرف اہل ایمان کے ساتھ ہوگا اور جو لوگ کفر کی حالت میں انتقال کریں گے ان کو ابتداء ہی سے دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ زیر بحث آیت میں صرف اہل ایمان کو یہ خطاب ہے۔ اس لئے ایمان کے بعد ہی وہ عبادت کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے وہ دائمی طور پر عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اس غلط استدلال کے لئے آیت میں کوئی اشارہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ دائمی عذاب ان لوگوں کے لئے بتایا گیا ہے۔ جن کا کفر پر انتقال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

دائمی عذاب کے مستحق لوگ

۱…… "ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا اولئک ہم شر البریہ (البینہ:۶)"﴿بے شک اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہوئے اور شرک ہوئے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے یہی بدترین مخلوق ہیں (زمین پر بسنے والوں میں سے)﴾

روئے زمین پر بدترین مخلوق

اس آیت سے یہ بات خوب واضح ہوگئی کہ زمین پر یہ بدترین مخلوق کون ہے اور کن لوگوں کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔ اس کے مقابلہ پر صرف ترک عبادت پر دائمی عذاب کا نتیجہ نکال کر مغالطہ دینا یہ دین میں تحریف معنوی کے مترادف ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکالا ہے کہ اگر وہ دائمی عذاب میں رہیں گے تو یہ انسانی پیدائش کے مقصد کے خلاف ہے۔ زیر بحث آیت سے یہ مطلب اخذ کرنا یہ روح قرآن سے ناواقفیت کی بناء پر ہے۔ پورے قرآن میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے۔ جس سے صرف ترک عبادت پر دائمی عذاب کی خبر دی گئی ہو۔ دائمی عذاب تو صرف کافر اور مشرک لوگوں کے لئے ہوگا اور بنی نوع انسان میں اگر کچھ افراد اپنے کفر وشرک کی وجہ سے دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیئے بھی جائیں تو اس سے تخلیق انسانی سے عبادت کے مقصد میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اس لئے تخلیق انسانی کے مقصد عبادت کے خلاف تو اس وقت ہوتا۔ جب کہ تمام نوع انسانی کے افراد کو دائمی طور پر جہنم میں ڈال دیا جاتا۔ حالانکہ بنی نوع انسان کی کثیر تعداد نفس ایمان کی بنیاد پر ضرور جنت میں داخل ہوگی۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے ایمان کے بعد اللہ کی عبادت کی تھی۔

کافر اور مشرکین کے دائمی عذاب کے ثبوت کے لئے بہت سی آیات اور احادیث ہیں۔ جو اپنے معنی میں نص قطعی ہیں اور ان میں کسی قسم کے شک وشبہ یا تاویل وتوجیہ کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم یہاں چند ایسی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں۔ جن میں عقل وقیاس یا لغت کے اعتبار سے کسی قسم کی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

۱...... ’’ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء:۴۸)‘‘ ﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور بخش دیں گے اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے۔﴾

شرک کی مغفرت نہیں

اس آیت میں عربی قواعد کے اعتبار سے بڑی تاکید ہے اور اس کے مختلف پہلو ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں لا حرف نفی ہے۔ جس کے معنی میں مطلقاً نفی ہوتی ہیں اور اثبات کا پہلو نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس نفی کو اثبات میں تبدیل کر کے یہ کہا جائے کہ کچھ عرصہ بعد ان کے عذاب کو ختم کر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ انکو بھی معاف کر دیں گے۔ تاکہ تخلیق انسانی کا مقصد پورا ہو جائے تو یہ قرآن پاک میں معنوی تحریف ہے۔ جس کا ارتکاب ایک مسلمان نہیں کر سکتا۔ مزید یہ بھی قابل غور ہے کہ آیت میں واو حرف عطف کے ساتھ دوسرا جملہ ویغفر میں خود اس بات کی تصریح ہے کہ آیت کے پہلے جز میں جن لوگوں کا ذکر ہے۔ ان کی مغفرت نہیں ہوگی اور دوسرے جز میں جو لوگ ہیں ان کی مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے اور اگر پہلے جز والے اہل شرک کی مغفرت کا امکان ہوتا تو اللہ جل شانہ آیت کا دوسرا جز ذکر نہ فرماتے:

۲...... ’’اولئک جزاؤھم ان علیھم لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین خلدین

فیہا لا یخفف عنہم العذاب ولاہم ینظرون (آل عمران:۸۸،۸۷) ’’﴿ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی اور سب کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں ان سے عذاب ہلکا نہیں ہوگا اور نہ ان کو شفقت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔﴾

اس آیت میں کافر اور مشرکین کے لئے دائمی عذاب پر کس قدر تاکید ہے۔ اوّل خالدین فرمایا اس کے معنی ہمیشہ کے آتے ہیں۔ جس میں لغت کے اعتبار سے انقطاع نہیں ہوتا۔ دوسرے لا یخفف فرمایا۔ جس کے معنی میں اور تاکید ہے کہ ختم تو کیا بلکہ اس عذاب میں کمی بھی نہیں ہوگی اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں رحم کی اپیل بھی کریں گے تو بھی ان کو قابل رحم نہیں سمجھا جائے گا۔

۳…… ’’کلما ارادوا ان یخرجوا منہا من غم اعیدوا فیہا وذوقوا عذاب الحریق (الحج:۲۲) ’’﴿جب وہ ارادہ کریں گے نکلنے کا اس غم سے دوبارہ اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھو۔﴾

اہل جہنم کافر ومشرکین کو دوبارہ جہنم میں لوٹا دیا جائے گا

یہ آیت خلود نار کے لئے نص قطعی ہے اور استمرار عذاب کے لئے واضح دلیل ہے۔ کلما کا لفظ لغت میں استمرار اور دوام کے لئے آتا ہے۔ اس معنی میں کبھی بھی انقطاع نہیں ہوتا اور پھر اس دوام میں اعیدوا والے مزید تاکید پیدا کر دی کہ جب بھی کافر جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو ان کو لوٹا دیا جائے گا۔

۴…… ’’وماہم بخارجین من النار (البقرہ:۱۶۷) ’’﴿اور وہ نکلنے والے نہیں ہیں آگ سے۔﴾ اس آیت میں ما حرف نافیہ ہے اور اس نفی میں کسی خاص مدت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ مطلق فرمایا کافر کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے۔

عذاب کے دوام کے لئے اہل جہنم کے جسموں کو بار بار تبدیل کیا جائے گا

۵…… ’’کلما نضجت جلودہم بدلناہم جلودا غیرہا لیذوقوا العذاب (النساء:۵۶) ’’﴿جب بھی ان کی کھال جل کر پک جائے گی ہم ان کی کھال کو دوبارہ بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھتے رہیں۔﴾

اس آیت میں اس کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ کافر اور مشرکین کے جسم اگر جل جائیں گے تو ان کو دوبارہ صحیح کر کے عذاب کو جاری رکھا جائے گا۔ اگر وقتی طور پر ان کو جہنم میں رکھا جاتا تو بار بار ان کے جسم کی کھال کو کیوں تبدیل کیا۔ یہ اس کا کھلا ثبوت ہے کہ عذاب دائمی ہوگا اور کبھی انقطاع نہیں ہوگا۔

۶…… ’’قالوا ان اللہ حرمہما علی الکفرین الذین اتخذوا دینہم لہواً ولعباً وغرتہم الحیٰوۃ الدنیا فالیوم ننساہم کما نسوا لقاء یومہم ہذا (الاعراف:۵۰،۵۱)‘‘

﴿کہیں گے اہل جنت (جہنم والوں کے جواب میں) بیشک اللہ تعالیٰ نے دونوں کو (یعنی پانی اور رزق کو) حرام کردیا ہے کافروں پر۔ جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنایا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال دیا۔ پس آج کے دن ہم ان کو بھلاتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آج کی دن کی ملاقات کو (دنیا میں) بھلا دیا تھا۔﴾

۷…… ’’یریدون ان یخرجوا من النار وماھم بخرجین منھا ولھم عذاب مقیم (المائدہ:۳۷)‘‘ ﴿وہ جہنم سے نکلنا چاہیں گے۔ لیکن وہ اس سے نہ نکل سکیں گے اور ان کے لئے قائم رہنے والا عذاب ہوگا۔﴾

اہل جہنم پر موت کبھی نہیں آئے گی

۸…… ’’ونادوا یملك لیقض علینا ربك قال انكم مكثون (زخرف:۷۷)‘‘ ﴿اہل جہنم پکاریں گے اے داروغہ جہنم تو اپنے رب کا فیصلہ کردے وہ کہیگا تم اسی میں ہو گے۔﴾

مشرکین پر جنت حرام ہے

۹…… ’’انه من یشرك بالله فقد حرم الله علیه الجنة وماوه النار وما للظلمین من انصار (المائدۃ:۷۲)‘‘ ﴿پس اللہ تعالیٰ نے اس پر (یعنی مشرک پر) جنت کو حرام کردیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ظالموں (مشرکوں) کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔﴾

اہل جہنم پر آگ بار بار دہکائی جائے گی

۱۰…… ’’ونحشرھم یوم القیامة علیٰ وجوھهم عمیا وبکماً وصماً وماوھم جهنم کلما خبت زدنهم سعیرا (بنی اسرائیل:۹۷)‘‘ ﴿ہم ان کو قیامت کے دن جمع کریں گے ان کے منہ کے بل اندھا گونگا اور بہرا بناکر ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ جب بھی آگ بجھے گی ہم ان کے لئے آگ کو اور بھڑکائیں گے۔﴾

مرتد کی کبھی بخشش نہیں ہوگی

۱۱…… ’’ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادو کفرا لم یکن الله لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً (النساء:۱۳۷)‘‘ ﴿بیشک جو لوگ ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا۔ پھر ایمان لائے۔ پھر کفر اختیار کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور نہ ان کو ہدایت دے گا سیدھے راستہ کی طرف۔﴾

اہل جہنم کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا

۱۲…… ’’یرید الله الا یجعل لھم حظا فی الاٰخرة ولھم عذاب عظیم (آل عمران:۱۷۶)‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ کافروں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ رکھیں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہوگا۔﴾

۱۳...... ’’فالیوم لا یخرجون منھا ولا ھم یستعتبون (جاثیہ:۳۵)‘‘ ﴿وہ آج کے دن جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ ان کا کوئی عذر سنا جائے گا۔﴾

اہل جہنم پر عذاب کبھی ہلکا نہ ہوگا

۱۴...... ’’الا ان الظلمین فی عذاب مقیم (شوریٰ:۴۵)‘‘ ﴿یقیناً کافر قائم رہنے والے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔﴾

۱۵...... ’’والذین کفروا لھم نار جھنم لا یقضیٰ علیھم فیموتوا ولا یخفف عنھم من عذابھا (فاطر:۳۶)‘‘ ﴿اور جو لوگ کافر ہوئے جہنم کی آگ ان کے لئے ہے۔ ان کا نہ تو فیصلہ کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ سزا میں کچھ کمی ہوگی۔﴾

نمبر۱ سے ۱۵ تک تمام آیات پر غور کریں کہ کس قدر واضح اور رقّت انداز سے جہنم اور عذاب جہنم کے دائمی ہونے کے لئے نص قطعی ہیں۔ نمبر۱۵ میں یہ بھی واضح کر دیا کہ جہنم میں موت بھی نہیں آئے گی اور جنت کے لئے بھی فیصلہ بھی نہیں ہوگا۔ بلکہ ابدالآباد تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اس آیت میں ایک اور نکتہ کی جانب اشارہ ہے کہ جب انسان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں تو وہ موت کی تمنا کرتا ہے۔ تاکہ ان مصائب سے نجات مل جائے۔ فرمایا جہنم میں یہ نہیں ہوگا۔ بلکہ مصائب کے ساتھ جہنم کا عذاب چکھنا ہوگا۔ اب تک ہم نے جو آیات لکھی ہیں وہ سب الفاظ ومعانی کے اعتبار سے قطعی الثبوت ہیں اور ان میں خالدین وغیرہ کے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ جن میں تاویل کی گنجائش ہو۔ جیسا کہ صاحب مراسلہ نے لکھا ہے۔ جاری ہے!

عام مومنین کیلئے استغفار

ﷺ اپنے لئے اور عام مومنین ومومنات کے لئے استغفار یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی استدعا کیا کریں۔ یہی حکم ہم امتیوں کے لئے بھی ہے اور اللہ ﷺ نے اس کی بڑی ترغیب دی اور بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ فرمائیں:

ﷺ من استغفر للمومنین والمومنات کتب لہ بکل مومن ومومنۃ حسنۃ ، رواہ الطبرانی فی الکبیر‘‘

اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اس کے لئے ہر مومن مرد وعورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔‘‘

ایک اور شاندار کامیابی

ڈاکٹر دین محمد فریدی

۲۶ رجون ۲۰۱۲ء کو رات دس بجے کے قریب جب اپنے معمولات سے فارغ ہوکر آرام کے لئے لیٹا تو موبائل کی گھنٹی بجی۔ موبائل آن کیا تو نمبر میرے لئے نیا تھا۔ آواز آئی کہ میں چک نمبر ۰۷ تحصیل منکیرہ سے محمد اقبال بول رہا ہوں۔ (میں چونک اٹھا کہ یااللہ خیر۔ کیونکہ اس چک میں کئی بااثر گھر قادیانیوں کے ہیں۔ مگر میرے وسائل اجازت نہیں دیتے کہ اس دور دراز چک میں بغیر واقفیت کے جاؤں۔ انہوں نے اپنی عبادت گاہ بھی مسجد کے طرز پر بنا رکھی ہے۔ یہ معلومات مجھے تھیں۔ مگر راستہ نہیں مل رہا تھا۔) بہر حال میں نے پوچھا کہ کیوں فون کیا؟ انہوں نے کہا کہ منصور نامی قادیانی ہمیں تین دن سے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ آج شام ساڑھے چھ بجے ہماری اچھی خاصی تلخ کلامی کے بعد ہاتھاپائی بھی ہوئی۔ ہمیں آپ کا تعاون درکار ہے۔ میں نے کہا کہ اب آرام کرو اور صبح میرے پاس چلے آؤ۔

۲۷ رجون کو صبح محمد اقبال، عمران، یحییٰ اور محمد اختر تین نوجوان پہنچے۔ حالات لئے۔ سارا دن جوڑ توڑ میں گزرا۔ چونکہ یہ نوجوان چک کے غریب برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ قادیانی زمیندار اور بااثر تھا۔ خانقاہ سراجیہ میں حضرت صاحبزادہ خواجہ خلیل احمد مدظلہ سے رہبری چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ: ''اللہ بھلی کرے گا۔ نوجوانوں کی سرپرستی کرو۔''

۲۸ جون کو اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر نوجوانوں سے بیان حلفی لے کر خود مدعی بنا اور ان کو بطور گواہ بنایا۔ ڈی پی او بھکر کو درخواست گزاری۔ معلوم ہوا کہ قادیانیوں نے بھی ڈی پی او سے رابطہ کرکے کہا کہ منصور قادیانی کو اقبال وغیرہم نے مارا پیٹا ہے۔ جب بندہ ان نوجوانوں کو لے کر ڈی پی او کی خدمت میں درخواست مقدمہ پیش کی تو ڈی پی او صاحب نے کہا فریدی صاحب انہوں نے منصور قادیانی کو بری طرح پیٹا ہے۔ آپ درخواست بھی اسی کے خلاف دے رہے ہیں۔ میری ایمانی غیرت بھڑکی۔ میں نے ڈی پی او کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ دیہاتی لوگ ہیں۔ انہیں نماز کے مسائل بھی صحیح نہیں آتے۔ مسلمان ہیں۔ قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ کہتا ہے۔ مرزا قادیانی کے مہدی ہونے کے دلائل دیتا ہے۔ دیہاتیوں کے پاس ان دلائل کا جواب کہاں ہے۔ اس کے دلائل لینے ہیں تو میرے ساتھ بات کرے۔ بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ نہ کرے۔ ان نوجوانوں نے منصور قادیانی کو پیٹا ہے۔ وہ کیوں ان کے سامنے قادیانیت کو سچا اور اسلام کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس کے خلاف ۲۹۸سی کا مقدمہ قائم کیا جائے۔ ڈی پی او صاحب نے چند لمحے میری بات پر غور کیا اور تھانہ منکیرہ کے ایس ایچ او کو تفتیش کے لئے مارک کیا۔

۲۹ رجون کو بندہ تھانہ منکیرہ پہنچا۔ منکیرہ کے علماء سے رابطہ کیا۔ وہ بھی تھانے آگئے۔ ایس ایچ او منکیرہ

نے گاڑی بھیج کر فوراً منصور قادیانی کو طلب کر لیا۔ تھانہ میں گفتگو ہوئی۔ منصور قادیانی نے اعتراف کر لیا کہ میں نے مذہبی بحث کی۔ مجھ سے غلطی ہوئی۔ میں معافی مانگتا ہوں۔ منکیرہ کے دو تین حضرات اس کی عاجزی پر نرم ہوئے کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ میں نے فوراً حضرت صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سے رابطہ کیا کہ منصور قادیانی کو معاف کر دیا جائے یا نہیں؟۔ آپ نے فرمایا کہ اسے قانون کے حوالے کر کے معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔ یہ معافی کے قابل نہیں۔ منصور قادیانی کے خلاف ۲۹۸ سی کا پرچہ درج ہوا۔ سول جج کی عدالت میں پیش ہوا۔ تین دن کے ریمانڈ کے بعد میانوالی جیل بھیج دیا گیا۔ درخواست ضمانت سول جج منکیرہ سے خارج ہوئی۔ آخر بڑی مشکل سے ہائیکورٹ سے ضمانت ہوئی اور کیس شروع ہوا۔ مختلف مراحل سے گزر کر گواہیاں اور بندہ کا بیان ریکارڈ ہوا۔ یہاں میں یہ عرض کرنے میں بخل نہیں کروں گا کہ عاشق رسول ﷺ، وکیل ختم نبوت جناب عبدالجبار ہاشمی نے بے لوث مقدمہ لڑا۔ ہمیں رشک آتا ہے کہ ایسے عاشق رسول وکیل بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

۲۰ مئی ۲۰۱۵ء کو جناب سول جج محمد افضل صاحب نے منصور قادیانی کو مجرم گردانتے ہوئے ایک سال قید اور مبلغ بیس ہزار روپے جرمانہ کی قید سنائی۔ جیسے ہی عوام میں خبر پہنچی تو چاروں طرف سے اس عظیم فتح پر خوشی کا اظہار کیا گیا۔

جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھنا

عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر جمعہ کے دن کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھا کرو۔ اس لئے کہ اس مبارک دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس کے فارغ ہوتے ہی مجھ پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے انتقال کے بعد بھی، آپ ﷺ نے فرمایا انتقال کے بعد بھی۔ اس لئے کہ "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" بے شک اللہ پاک نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اجسام کو کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق دیا جاتا ہے۔ "نبی اللہ حی یرزق" (حیات پاک رحمۃ للعالمین ص ۵۰، ۵۱، حافظ نذیر احمد گوجرانوالہ)

علوم نبوت کی تقسیم

سرور دو عالم ﷺ کی خواب میں

دو عالم ﷺ مدرسہ کے کنویں پر تشریف فرما ہیں اور کنواں دودھ سے

ﷺ

دودھ تقسیم فرما رہے ہیں۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند)

سرور دو عالم ﷺ کی شریعت مطہرہ

حضور ﷺ تقسیم فرما رہے ہیں اور علماء کرام اپنی اپنی حیثیت اور استعداد کے مطابق وصول کر رہے ہیں۔ (حیات پاک رحمۃ للعالمین ص ۵۰، حافظ نذیر احمد نقشبندی گوجرانوالہ)

ماہنامہ لولاک کا حکیم العصر نمبر

محمد ندیم نواز

محبت، شفقت، عزت افزائی اور اپنائیت کا ایسا ہی انداز حضرت لدھیانویؒ کا حکیم العصر نمبر کے مطالعہ سے سامنے آیا ہے۔ ایسی ہی تکریم اور عزت افزائی سے حضرت امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے سینکڑوں چھوٹوں کو بڑا بنا دیا تھا۔ یہ بات نمبر کے مطالعہ سے سامنے آئی ہے۔ میں حضرت لدھیانویؒ کو ذرا بھی نہ جانتا تھا۔ اسی نمبر کی معرفت ان سے تعارف ہوا ہے۔ یہ نمبر میرے لئے بے حد ایمان افروز ثابت ہوا ہے۔ میں نے اس کا بہت ہی مفید اثر لیا ہے۔ حضرت لدھیانوی علم و عمل اور محاسن و کمالات کا اتنا بڑا سمندر تھے مجھے معلوم ہی نہ تھا۔ میں حضرت لدھیانویؒ کی شخصیت سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ دوران مطالعہ کوئی ہزار مرتبہ تو لازماً ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت لدھیانویؒ کو جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر درجہ عطا فرمائے۔ اپنی رضا اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت سے نوازیں۔ آمین!

نمبر کے مطالعہ سے بہت سے جماعتی حالات سے آگاہی ہوئی۔ مبلغین کرام خصوصاً شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب اور باب العلوم کی زیارت اور حضرت لدھیانویؒ کی قبر مبارک کی حاضری کا داعیہ دل میں پیدا ہوا ہے۔ حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن رحیمی صاحب، احمد عبید ارشد صاحب اور دیگر بہت سے حضرات کے ایمان افروز مضامین روح پرور لگے ہیں۔ بہت سارے علمی نکات سے آگاہی پا کر بے حد خوشی ہوئی۔ معلومات میں اضافہ ہوا۔ بہت سے علمی نکات بے حد پسند آئے ہیں۔ خصوصاً مفتی محمودؒ کا بیان کردہ ایک نکتہ، اسی طرح حافظ عبدالرشید صاحب کا مضمون بے حد پسند آیا ہے اور عجوہ کھجور کے بارے میں ایمان مزید بڑھا ہے۔ خیر ''نمبر'' پر تبصرہ یہیں چھوڑتا ہوں۔ ورنہ یہ بذات خود ایک مضمون بن جائے گا اور یہ خط، خط نہیں رہے گا۔

پروف ریڈنگ میں نے محنت، عرق ریزی، توجہ اور شوق سے کی ہے۔ بہت سی جگہوں پر سوالیہ نشان چھوڑا ہے کہ وہاں خود فیصلہ کر لیں کہ کیا لفظ آنا چاہئے یا لفظ کی املاء درست کرنی چاہئے؟ مثلاً کتاب میں ''سیاہ کالو'' لکھا ہے۔ میرے نزدیک یہ ''سیاہ کار'' اس طرح ہونا چاہئے۔ اسی طرح ''بحمد اللّٰہ''، میرے نزدیک ''بحمد للہ'' یوں ہونا چاہئے۔ اگر دونوں طرح ٹھیک ہے تو پھر میری پروف ریڈنگ نظر انداز کر دیں۔ قرآنی آیات کی کافی حد تک پروف ریڈنگ کی ہے۔ لیکن غیر معروف احادیث کے عربی متن کی پروف ریڈنگ میرے بس کا کام نہیں تھا۔ اس لئے اس کی ذمہ داری میں نے نہیں لی۔ احادیث مسلسلات کا مفہوم تو بالآخر کر سمجھ آ گیا ہے۔ اتنے مختصر عرصہ میں اتنا جامع مانع نمبر شائع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ آپ کے حامی و ناصر ہوں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

مولانا سمیع الحق حیات وخدمات: جلد اول صفحات:۶۷۰: جلد دوم صفحات:۶۷۰: مصنف:

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی: ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ خیبر پختونخواہ

حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ ملک کے نامور عالم دین، دینی وسیاسی رہنما، ایک بہت بڑی اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم، استاذ الحدیث، ایک مرد مجاہد اور قومی شخصیت ہیں۔ جن کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں گزری۔ ان کے سیاسی موقف سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کے اخلاص وللّٰہیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

آپ کا اصلاحی تعلق شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے رہا ہے۔ جبکہ سیاسی تربیت میں والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے علاوہ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کا ہاتھ ہے۔ سالہا سال تک ان کے ساتھ مل کر کام کیا۔ ان کے خوشہ چین رہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں ان کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے اور شریعت بل کے نام سے پرائیویٹ بل پیش کیا۔ جو حکمرانوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اگرچہ آئین کا حصہ نہ بن سکا۔ لیکن مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں والہانہ کردار ادا کیا اور اس کمیٹی کے ممبر رہے جس نے ''ملت اسلامیہ کا موقف'' مرتب کیا۔ نیز اٹارنی جنرل جناب یحییٰ خان کو کیس کی تیاری میں بھی شامل رہے۔ آپ صرف مدرس اور سیاسی رہنما ہی نہیں بلکہ صاحب طرز مصنف بھی ہیں۔ آپ کے قلم سے کئی ایک اہم تصنیفات منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ نیز آپ سالہا سال سے ماہنامہ الحق جیسے موقر جریدہ کے چیف ایڈیٹر چلے آرہے ہیں۔ اگرچہ ہمارا معاشرہ مردہ پرست ہے۔ بڑی شخصیات کے مرنے کے بعد ان کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا جاتا ہے۔

لیکن اللہ پاک حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ انہوں نے اپنے مخدوم زادہ اور استاذ محترم کی زندگی میں ان کے علم وقلم، ادب وتاریخ، درس وتدریس، اعلائے کلمۃ الحق قومی وملی اور سیاسی خدمات، قادیانیت سمیت تمام فرق باطلہ اور امت مسلمہ کے خلاف عالمی، صلیبی اور صیہونی دہشت گردی کا تعاقب نفاذ شریعت کے لئے پارلیمنٹ کے اندر اور باہر تاریخ ساز جدوجہد کے حوالہ سے خدمات کو جمع کردیا ہے۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں۔ آمین!

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سہ ماہی اجلاس مبلغین حضرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا اجلاس ۸،۹ر شوال المکرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۴،۲۵ر جولائی ۲۰۱۵ء بروز جمعہ، ہفتہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں نے فرمائی۔ جبکہ مہمان خصوصی مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا تھے۔ اجلاس میں مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد علی صدیقی میرپورخاص، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا مختار احمد کنری تھرپارکر، مولانا تجمل حسین نوابشاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد یونس کوئٹہ، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا مفتی خالد میر آزاد کشمیر، مولانا محمد زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا عبدالرشید سیال فیصل آباد، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازیخان، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا حمزہ لقمان بھکر اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی۔

اجلاس میں گذشتہ سہ ماہی میں وفات پا جانے والے درج ذیل علماء کرام اور جماعتی رفقاء مولانا ہارون الرشید رشیدی چیچوکی، مولانا ایوب الرحمن انوری فیصل آباد، مولانا شبیر احمد پکالاڑاں رحیم یارخان، صاحبزادہ طاہر محمود قاسمی فیصل آباد وفرزند ارجمند پیر ایوب جان سرہندی سندھ، خالد بٹ کوٹلی آزاد کشمیر، مولانا فقیر اللہ اختر کے ماموں زاد بھائی بشیر احمد فوجی، مولانا محمد طیب اسلام آباد کے بھائی محمد شاہد، استاذ القراء قاری محمد شفیع لاہور کے فرزند ارجمند قاری محمد احمد مدنی اور نواسہ، میاں اعجاز سرگانہ کے بھائی میاں اعزاز سرگانہ، مولانا خبیب احمد کے ماموں محمد نذیر، چوہدری محمود احمد بہاولپور، حاجی عبدالکریم جالندھری قصور، مولانا عبداللطیف تونسوی کے والد محترم، مولانا محمد اقبال فاروق گڑھ موڑ جھنگ، مولانا محمد راشد مدنی کے والد محترم جناب محمد اسلم، حاجی منور سعادت گوجرہ کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ خلیل احمد نے دعائے مغفرت کرائی۔

تمام مبلغین نے ملتان اور مضافات ملتان میں جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے خطاب کیا اور جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا۔ مولانا محمد نعیم کہروڑی کو خوشاب اور میانوالی کا مبلغ مقرر کرنے کی توثیق کی گئی۔ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا، کی یاد میں ماہ ستمبر کے پہلے دس دنوں کو

ملک بھر میں عشرہ ختم نبوت منانے کا فیصلہ کیا گیا اور طے ہوا کہ یکم ستمبر گجرات، ۲/ستمبر وزیر آباد، ۳/ستمبر گوجرانوالہ، ۴/ستمبر سیالکوٹ، ۵/ستمبر لاہور، ۶/ستمبر کوہاٹ، ۷/ستمبر اسلام آباد، سرگودھا، فیصل آباد، جتوئی، بدین، ہری پور ہزارہ میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ نیز ۷ تا ۹/ستمبر پشاور، نوشہرہ، مردان اور چارسدہ میں اجتماعات منعقد ہوں گے۔ ۱۱، ۱۲/ستمبر کو بہاولپور میں ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ جن میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے گا۔ نیز یکم تا ۱۰/ستمبر مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اندرون سندھ اجتماعات سے خطاب فرمائیں گے۔

آل پاکستان ۳۵ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۹، ۳۰/اکتوبر کو منعقد ہوگی۔ مقررین وخطباء سے رابطہ کے لئے مولانا عزیز الرحمن ثانی اور محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی سرکردگی میں تمام مسالک کے علماء کرام اور مشائخ عظام سے رابطہ کرے گی۔ مولانا غلام مصطفیٰ اجازت حاصل کرنے کے لئے ابھی سے چنیوٹ کی ضلعی انتظامیہ سے رابطہ کریں گے۔ جامع مسجد مسلم کالونی میں توسیع کے لئے مولانا سیف اللہ خالد اور مولانا عزیز الرحمن ثانی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو انجینئرز سے رابطہ کر کے برآمدہ کی تعمیر کا اسٹیمیٹ اور دوسری ضروریات کا اندازہ لگا کر شوریٰ سے منظوری لے گی۔

ختم نبوت کورسز

لاہور بارڈر ایریا میں تین مقامات پر ختم نبوت کورسز، سیالکوٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، سمندری، ٹوبہ ٹیک سنگھ، رجانہ، گوجرانوالہ، سرگودھا میں تین تین روزہ کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ آئندہ سہ ماہی اجلاس ۲۳/ذوالحجہ، ۸/اکتوبر کو ملتان میں منعقد ہوگا۔ آنے والی سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت جلد نمبر ۲۵ تجویز کی گئی جو مولانا محمد عالم آسی امرتسری کے رسائل ’’الکاویہ علی الغاویہ‘‘ پر مشتمل ہے۔

مولانا عبدالرحمان غفاری کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان کے امیر مولانا عبدالرحمان غفاری کی والدہ اور مجاہد ختم نبوت مولانا صوفی اللہ وسایا مرحوم کی اہلیہ محترمہ ۲۷/جون ۲۰۱۵ء کو بقضائے الٰہی سے انتقال فرماگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ بہت ہی نیک، صالح اور عبادت گزار تھیں۔ نماز جنازہ ضلع کی مشہور شخصیت حضرت مولانا رشید احمد شاہ جمالی صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ضلع بھر کی مذہبی اور سیاسی شخصیات کے علاوہ کثیر تعداد میں علاقہ بھر کے لوگوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد اکرم طوفانی نے مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔ جبکہ مجلس کے مقامی رہنماؤں نے مرحومہ کے اہل وعیال سے تعزیت کی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

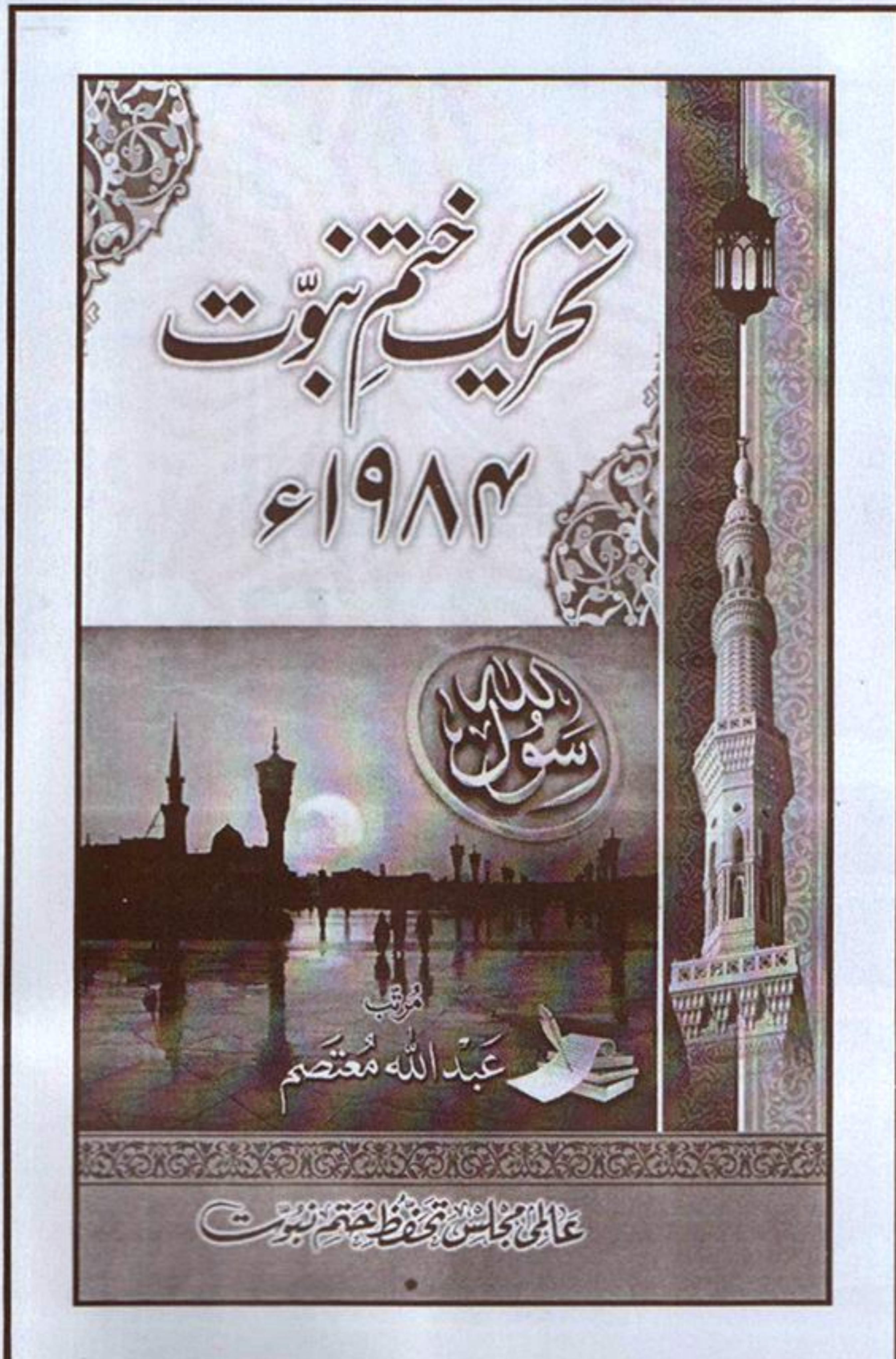
تحریکِ ختمِ نبوّت
۱۹۸۴ء
رسول اللہ
مُرتّب
عبداللہ مُعتصم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

پریس ریلیز

(لاہور) توہین انبیاءؑ پر مبنی لٹریچر کی طباعت، اشاعت، تقسیم وترسیل اور قادیانیت کی تبلیغ وتشہیر کرنے جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کرنے پر ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ) کے منیجر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ اور دیگر 6 ملزمان کے خلاف ایک مقدمہ نمبر 151/14 زیر دفعات 295-A, 298-C ت پ اور دفعات 8/9, 11W انسداد دہشت گردی ایکٹ تھانہ ملت پارک لاہور میں مدعی حافظ ناصر کی درخواست پر درج کیا گیا۔ جو ملزم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ اور اس کے ہمراہی ملزمان عمران، عرفان ناصر، احمد طاہر مرزا، فرحان احمد ذکاء اور عبدالمنان کوثر روپوش ہوگئے تھے۔ مورخہ 30-03-2015 کو مذکورہ ملزم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کو پولیس نے گرفتار کر لیا جبکہ باقی ملزمان ابھی روپوش ہیں، مذکورہ ملزم نے دوران تفتیش اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ وہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے قادیانی لٹریچر کی اشاعت، طباعت اور تقسیم وترسیل کر رہا ہے ملزم جن رسائل اور جرائد کی طباعت واشاعت حکومت پنجاب کی طرف سے پابندی لگائے جانے کے باوجود کرتا چلا آ رہا ہے ان میں روزنامہ الفضل، ماہنامہ انصار اللہ، ماہنامہ تحریک جدید، ماہنامہ مصباح، ماہنامہ خالد اس کے علاوہ روحانی خزائن کی 1 تا 23 جلدیں شامل ہیں۔ دوران تفتیش پولیس نے نفرت آمیز مواد ملزم کی نشاندہی پر اپنے قبضہ میں لیا اور ملزم کو گناہ قرار تحریر کر کے عدالت میں رپورٹ کی۔

ملزم کی درخواست ضمانت بعد از گرفتاری قبل ازیں ماتحت عدالت خارج ہوگئی تھی جس پر ملزم نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست ضمانت دائر کی بحث کے دوران ملزم کے وکیل نے عدالت میں غلط بیانی کرتے ہوئے کہا کہ جو لٹریچر / کتابیں / رسائل وجرائد ملزم شائع وتقسیم کرتا ہے ان پر حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہ ہے جس پر استغاثہ کی طرف سے ختم نبوت لائیرز فورم پاکستان کے وکلاء غلام مصطفےٰ چوہدری، طاہر سلطان کھوکھر، طاہرہ شاہین اور محمد مدثر چوہدری نے عدالت کو بتایا کہ مذکورہ تمام لٹریچر ومواد پر حکومت پنجاب نے پابندی عائد کی ہوئی ہے اور اس کو چھاپنے وتقسیم کرنے والوں کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت سخت کاروائی کرنے اور شائع شدہ موادفوری ضبط کرنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں جس کے ثبوت میں حکومت پنجاب کے احکامات / نوٹیفیکیشن پیش کئے گئے، جس پر عدالت نے ملزم کی ضمانت کی درخواست خارج کر دی اور معزز عدالت کے دورکنی بینچ نے اپنے فیصلے میں سپریم کورٹ کے فیصلہ جات کا حوالہ دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ قادیانیوں یہ حق حاصل نہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کی آڑ میں شعار اسلام کا استعمال کریں اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ صاحب کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد

☆ چناب نگر میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس...... چناب نگر میں ایک سالہ تخصص ختم نبوت کلاس کا اجراء

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 60 جلدیں...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4783486

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر — امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا محمد ناصر الدین خاکوانی

خواجہ عزیز احمد مدظلہ — نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری — مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبر												
	اسلام آباد 2829186	راولپنڈی 5551675	سیالکوٹ 0300-7442657	گوجرانوالہ 4215083	لاہور 35862464	سرگودھا 3710474	چناب نگر 6212611	جھنگ 0307-3760633	خانیوال 0301-7815466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355	اٹک 0321-5247893
	بہاولپور 0300-6831586	ملتان 4783486	رحیم یارخان 0301-7609790	سکھر 5625463	پنوعاقل 0301-3405745	ٹنڈوآدم 571613	حیدرآباد 3869948	کنری 558858	کوئٹہ 2841995	ژوب 412736	کراچی 2786337	قصور 0300-6950984